رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

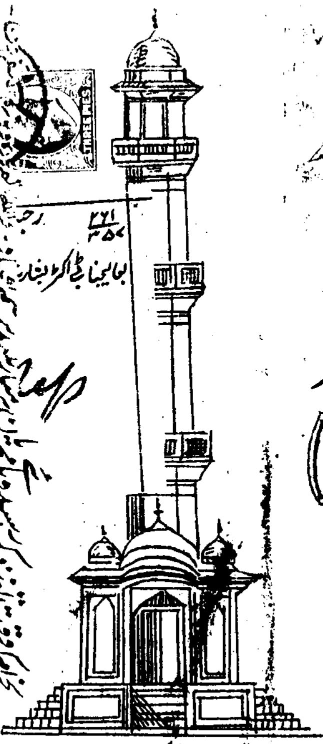
چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیان بینی ز | ز دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـ۵ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد مین وہ پرچہ مطلوبہ نہین ملیگا +



فہرست مضامین

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
... احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیپ
ضلع راولپنڈی
از دفتر الحکم قادیان

نمبر ۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

زلزلہ

۲۷ اور ۲۸ فروری کی درمیانی شب کو ایک بجے کے بعد جو شدید زلزلہ محسوس ہوا اس نے اہل دنیا کی آنکھوں کو کھولدیا ہے خدا تعالیٰ کی باتین پوری ہو کر رہتی ہین اور یہی اسکی برتر ہستی کا زبردست ثبوت ہے وہ لوگ جو پروفیسر اموری کی اس رائے پر کہ اب دو سو سال تک کوئی زلزلہ نہین آئیگا اگرچہ اموری کی موجودگی ہی مین متواتر زلزلون کے دہکون سے شرمندہ ہو چکے تھے لیکن یہ زلزلہ انہین اور بہی شرمندہ کریگا - وہ ایک سطحی خیال کے انسان پر تو بہروسہ کرتے تہے مگر قادر اور عالم الغیب خدائی باتون پر ہنستے تہے - یہ زلزلہ اس عظیم الشان نمونہ قیامت زلزلہ کا نمونہ ہے جسکا خدا تعالیٰ نے قبل از وقت اپنے مامور کو علم دیا ہے چنانچہ اسکا اشتہار شائع ہو چکا اور اسی اخبار مین دوسری جگہ درج ہے جو لوگ پبلک سے کچہہ بہی ہمدردی رکہتے ہین وہ اسکو **کثرت** سے شائع کرکے لوگون کو آگاہ کرین تا وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کرکے خدا تعالیٰ سے صلح کر لین - اور خدا سے ڈر جائین اسکی باتون کی تکذیب کی عادت سے باز آئین اور اس کے فرستادہ پر ہنسی سے توبہ کرین تا خدا تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرے - ہنسی اور ٹہٹہا کرنا سہل ہے لیکن خدا کے جلال اور اسکی قہری تجلی سے لرزان ہو کر اپنی اصلاح کرنا سرخ موت ہے مبارک وہ جو اس موت کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی مین زندگی ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے - آمین

یادگار کریم

منشی نواب خان صاحب ثاقب نے مندرجہ بالا عنوان سے حضرت کریم الملۃ مرحوم کی شہادت پر ایک لطیف نظم لکہی ہے جو گویا مولانا ممدوح کی لائف کا فوٹو ہے - اعلےٰ حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض نے اس نظم کو بہت ہی پسند فرمایا تہا - کثرت اشاعت کے خیال سے اسکی قیمت کچہہ نہین ہے ان باہمت دوستون کو جو ہمیشہ اشاعت سلسلہ مین حصہ لیتے ہین توجہ دلاتا ہون کہ وہ سو سو جلدین خرید کر مفت تقسیم کر دین -

منشی نواب خانصاحب ثاقب احمدی مالیر کوٹلہ سے ملے گی - دفتر الحکم بہی بہم پہونچا دیگا -

ایک اور پیشگوئی پوری ہوگئی

۲۲ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اشتہار بعنوان ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار شائع ہوا تہا اسکی صفحہ ۲ مین ۲۰ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کی ایک رؤیا - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج فرمائی ہے اور وہ یہہ ہے -

"مجہے یہہ دکہایا گیا کہ جسکا نام **عزیز** ہے اور اسکے باپ کا نام کے سر پر **سلطان** کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹہایا گیا"

یہہ رؤیا ہے اسوقت آپنے اسکی تعبیر یون فرمائی کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا بیّن الثبوت نشان ظاہر ہوگا - جس سے لوگون کے دلون پر تسلط ہو اور وہ مجہے لوگون کے دلونمین عزیز بنا دے - یہہ تعبیر بطور خود بجائے خود نہایت معقول اور مقبول ہے مگر کیسی خوشی کی بات ہے کہ یہ رؤیا اپنے لفظونمین بہی بالکل پوری ہوگئی - اسکی تفصیل یہ ہے - اس رؤیا مین جو بچہ دکہایا گیا تہا وہ **عزیز احمد** تہا جو جناب مرزا **سلطان احمد** صاحب افسر مال میانوالی کا بیٹا اور حضرت مسیح موعود کا **پوتا** ہے - رؤیا مذکور اشتہار مین گو درج ہوئی تہی ورنہ صاف طور پر آپنے فرمایا تہا کہ عزیز احمد خلف مرزا **سلطان احمد** کو مینے دیکہا ہے - اس **جمعہ** کو مرزا عزیز احمد نے اپنے برگزیدہ **دادا صاحب** کے ہاتہہ پر انہین مسیح موعود تسلیم کرکے بیعت کر لی - والحمد للہ علیٰ ذٰلک - اور اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہوگئی - **بعض لوگ** جو حقائق سے ناواقف ہین اور ایسے نشانات پر غور کرنے کے عادی نہین شاید اسکو سرسری نظر سے دیکہیں لیکن جو لوگ حالات سے واقف ہین وہ اسکو ایک عظیم الشان نشان سمجہتے ہین - جس وقت اعلےٰ حضرت نے یہ رؤیا دیکہا ہے اسوقت عزیز احمد کی عمر نو سال سے کچہہ زیادہ تہی - اور ادہر حضرت اقدس کے ساتہہ کوئی تعلقات باقی نہ تہے - عزیز احمد ایک مخالف خاندان مین پرورش پا رہا تہا ایسی صورتمین یہ کب ممکن تہا کہ ایسی امید ہو سکے اور پہر اپنے بلوغ تک عزیز احمد زندہ بہی رہے یا خود اعلےٰ حضرت زندہ رہین لیکن اب جبکہ اپنے خاندان مین مرزا عزیز احمد پہلا بچہ ہے جو حضرت اقدس کے ہاتہہ پر بیعت توبہ کرتا ہے - بحالیکہ ابہی مرزا **سلطان احمد صاحب** کو جو مرزا عزیز احمد کے والد ماجد ہین یہہ موقع نہین ملا - تو پہر اس پیشگوئی کے پورا ہونے مین کیا شک رہا بلکہ یہ ایک نہین تین نشان ہین - **اوّل** مرزا عزیز احمد صاحب کا اسوقت تک زندہ رہنا (خدا اسکی عمر مین برکت دے آمین) خود اعلےٰ حضرت کا زندہ رہنا - پہر عزیز احمد کا بیعت کرنا - غرض یہ کئی نشانون کا مجموعہ ہے - جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمین دکہایا - خدا کرے کہ عزیز عزیز احمد کی بیعت اسکے باقی گہرانے پر نیک اثر ڈالنے والی ہو - آمین -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچہی ہے -

۲ - ہفتہ زیر اشاعت مین لاہور - پٹیالہ - سہارنپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے -

۳ - مدرسہ کے لئے زمین خرید لی گئی - رجسٹری ہو چکی - تعمیر عمارت کا فکر درپیش ہے -

تازہ الہامات

یکم مارچ ۱۹۰۶ء - زلزلہ آنے کو ہے -

فرمایا - اسکے معنے یہین - کہ اسی زلزلہ کو جو ہوا اصل زلزلہ نہ سمجہو بلکہ سخت زلزلہ آنے کو ہے -

۷ - مارچ ۱۹۰۶ء - هَا اِنِّيْ اٰتَرْتُكَ -

ترجمہ - خبردار ہو مین نے تجہے چن لیا -

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلاصہ یہ کہ جب پہلی مرتبہ حضرت اقدس دہلی تشریف لے گئے تہے اوسوقت اور اس سفر کے وقت دہلی کیحالت مین زمین آسمان کا فرق تہا۔ اسوقت مولوی سید نذیر حسین صاحب زندہ تہے جو اول الکافرین تہے لیکن آج وہ کسی قبر مین پڑے ہوئے خدا کے راستباز اور جری اللہ کی پیشگوئی (نخرج بصدک الی القبور) کی صداقت دکہا رہے تہے اور ان کی قبر اہالیان دہلی کو زبان حال سے کہہ رہی تہی۔

من نکردم شما حذر بکنید

مگر اس صدائے حال کو صرف وہی لوگ سمجہ سکتے تہے اور سن سکتے تہے جو دل مین خوف الٰہی رکہتے ہون۔ سچ سچ کیا یہہ عظیم الشان معجزہ اور کرامت حضرت مسیح موعود کی نہین کہ وہ دہلی مین داخل ہوتے ہین اور اپنے اوّل الکافرین کو مردہ پاتے ہین۔ یہ سچ ہے کہ فنا اور موت کا ہاتہ سب پر یکسان حکمران ہے لیکن صادق کے سامنے صادق کے مکذب اور مکفر کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی امر نہین۔

مولوی محمد بشیر صاحب جو ۱۸۹۱ء مین وفات مسیح پر بحث کرنے کے لئے بہوپال سے عارضی طور پر آئے تہے اب دہلی مین مستقل طور پر مقیم تہے لیکن انہین جرأت اور حوصلہ نہین ہو سکا کہ آپ سے آکر ملین اور چودہ سال گذشتہ کے واقعات کو دہرائین۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو اسوقت دہلی مین شیخ الکل کی باگ ہاتہ مین لئے ہوئے اسنے جو چاہتا تہا کراتا تہا حضرت اقدس کے اس سفر دہلی مین دہلی تو پہونچا لیکن وہ چند گہنٹون کے سوا زیادہ قیام نہین کر سکا۔

مولوی عبد المجید صاحب جو اسوقت آپ کی مخالفت مین نمایان حصہ لیتے تہے آج دہلی مین زندہ تو موجود ہین۔ مگر اس سے پہلے کہ حضرت اقدس دہلی مین رونق افروز ہون مولوی عبد المجید صاحب وہان کے ایک حافظ عیسائی سے وفات مسیح کے مسئلہ مین ایسی شکست فاش کہا چکتا ہے کہ اب بجز خاموشی کے اور اسے چارہ ہی نہین ہے۔

مرزا حیرت جو دہلی کا خاص تحفہ ہین ۱۸۹۱ء مین اصل مسیح بن کر فتح پوری پر نزول فرماتے تہے۔ اور مسلمانون کے عقیدہ نزول مسیح کی گویا ہنسیان اڑاتے تہے وہ اب بہی زندہ سلامت موجود تو ہین مگر بعالم دیگر و برنگ ثانی جلوہ گر ہین۔ وہ جوش اور خروش تو ہے نہین لیکن پہر بہی البتہ چپکے نہین رہے اور ساری دہلی کا کفارہ ہو کر اشتہار نکال ہی بیٹہے۔ اسکا مفصل ذکر اپنے موقع پر آئیگا۔

غرض

وہ جوش اور سرگرمی جو مخالفت مین چودہ برس پیشتر تہی آج نہین اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل اور اسکا خاص فعل ہے جسکے اسرار سے ہر شخص آگاہ اور واقف نہین ہو سکتا۔ یہہ انقلاب تہا جو دہلی کی حالت مین واقع ہو چکا تہا۔ دہلی پہلی سی دہلی ہی نہ تہی گویا اسکی مخالفت اور عداوت کا سٹیم سرد ہو چکا تہا۔ وہ دہلی جہان حضرت اقدس اور آپ کے کسی خادم کو نکلنا ایکوقت دشوار اور خطرہ جان نظر آتا تہا اب وہان حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بے خوف و خطر اس وچین سے پہرتے اور باہر چلتے تہے اور گہر پر صدہا اشخاص جن مین ہر طبقہ اور ہر مذاق کے لوگ ہوتے آتے۔ سوالات پوچہتے اعتراض کرتے مگر ان کے کلام مین نرمی رعایت ادب ہوتی اور دلون مین ایک خاص جوش قبولیت اور اصل حال معلوم کرنے کا پایا جاتا مین خود اپنا عجائب پسند دل لیکر شہر کے مختلف حصون مین گیا۔ مختلف آدمیون سے ملا اور مین حیران ہوتا تہا جب ۱۸۹۱ء کے سنے ہوئے حالات مین اور ۱۹۰۵ء کے چشمدید حالات مین انقلاب عظیم پاتا تہا۔ دوسرے الفاظ مین ان واقعات اور حالات کی وہی صورت تہی جو

پرانی اور نئی دہلی

کی ہے۔ اب مین ضروری سمجہتا ہون کہ دہلی کے قیام کے حالات بیان کرکے ناظرین الحکم کو محظوظ کرون۔

دوسرے احباب ہر چند دہلی جانے کی عام اطلاع مشتہر نہوئی تہی اور حضرت نے منع کر دیا تہا کہ کسی کو اطلاع نہ دی جاوے وجہ یہہ تہی کہ ممکن ہے ارادہ فسخ ہو جاوے تو دوسرے احباب کو تکلیف ہو تاہم پہلے سفر کے متعلق جو ملتوی ہو گیا تہا جہان جہان اطلاع پہونچی احباب وہان سے کئی روز پیشتر سے آپہونچے تہے چنانچہ مظفر نگر سے میان عبد الخالق صاحب جو دہلی کی جماعت مین ایک سرگرم اور باہمت نوجوان ہین مع بعض دوسرے احباب کے آئے ہوئے تہے ایسا ہی خانصاحب مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی بہی پہلے سے دہلی پہونچے ہوئے تہے۔ شام کو وہ بہی خبر سن کر حضرت اقدس کی فرودگاہ پر آپہونچے اور احباب سے ملکر ازبس محظوظ ہوئے۔ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب دہلی سے چلے آئے تہے لیکن سٹیشن امرتسر پر آکر انہین اطلاع ملی کہ حضرت دہلی کو چلے گئے ہین وہ واپسی ڈاک رات کو دہلی آپہونچے۔

تازہ رؤیا ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکہا ہے کہ تہوڑے چنے بہونے ہوئے سفید مین اور ان کے ساتہ منقہ بہی ہے فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ چنے مولی۔ بینگن یا پیاز خواب مین دیکہین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن چونکہ ساتہ منقہ بہی ہے جو دل کو تقویت دینے والی شے ہے۔ اور اسکا دیکہنا اچہا ہے **فرمایا** اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر مکروہ چہوٹا یا بڑا در پیش ہے مگر جیسا کہ رؤیا مین دکہایا گیا ہے کہ چنون کے ساتہ منقہ بہی ہے اس سے یہ بشارت ملتی ہے کہ وہ کراہیت اسکی انشاء اللہ جاتی رہیگی **فرمایا** انسان کے ساتہ مکروہات عالم کا سلسلہ تو لگا ہی ہوا ہے اس سے یہ الگ نہین ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے تو یہہ نہین ہو سکتا۔ ہان یہ سچ ہے اگر مکروہات کا سلسلہ پیش آجاتا ہے تو اسکے بعد آسائش اور آرام کا سلسلہ بہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ان مع العسر یسرا یہہ زندگی کا چکر ہے جب تنگی کا زمانہ آوے تو سمجہنا چاہئے کہ اسکے بعد فراخی بہی ضرور آئیگی۔ اور اصل بات یہ ہے کہ تنگیون اور تکلیفون کا زمانہ ہی انسان کو انسان اور بندہ بناتا ہے ورنہ اگر کوئی غم ہم نہ ہو تو انسان خدا سے بالکل دور چلا جاوے۔ مومن کی شان اس سے نرالی ہے وہ جس جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکہتا اور اسکے انعامات کو پاتا ہے اسیقدر وہ اسکے قریب ہوتا ہے اور اپنی وفاداری اور اخلاق و اخلاص مین زیادہ ترقی کرتا ہے۔

سیر دہلی اور زیارت قبور مکرمی مفتی صاحب نے سیر دہلی کے لئے بعض احباب کی خواہش پاکر اجازت چاہی اسپر آپ نے فرمایا کہ مین خود آتا ہون۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے زنانہ مکان مین تشریف لائے اور سیر دہلی کے تذکرہ پر فرمایا لہو و لعب کے طور پر یہہ نادرست نہین یہہ فضول بات ہے مین اسکو پسند نہین کرتا۔ ہان یہان اکثر اولیاء اللہ اور اکابران امت کے مزار ہین ان پر جانے کا ہمارا بہی ارادہ ہے وہان ہو آئین۔ ایک فہرست ان مزارون کی طیار کرو۔ جہان جانا ہے چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل بزرگون کے نام لکہائے کہ ان قبور پر چلنا چاہئے۔ ۱۔ خواجہ باقی باللہ صاحب۔ ۲۔ خواجہ میر درد صاحب۔ ۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب۔ ۴۔ خواجہ نظام الدین صاحب ۵۔ جناب خواجہ قطب الدین صاحب ۶۔ نصیر الدین صاحب چراغ دہلی رحمہم اللہ اجمعین اس فہرست کے طیار ہو جانے پر گاڑیان منگوائی گئین اور حضرت اقدس اپنے خدام کے ہمراہ جناب میر ناصر نواب صاحب کی رہبری سے زیارت قبور کے لئے چلے۔ اور یہہ قرار پایا تہا کہ سب سے اول خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر جائینگے وہان سے خواجہ میر درد صاحب کے مزار پر۔ اسلئے قیصری باغ مین سے ہوتے ہوئے خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر پہونچے۔ راستہ مین زیارت قبور کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچہ فرمایا وہ مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے جو حضور کے ہمراہ گاڑی مین اندر بیٹہے ہوئے تہے نوٹ کیا۔

فرمایا۔ قبرستان مین ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کیلئے ایک سنت ہے یہہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے اور اس سے اسکے دل پر عمدہ اثر ہوتا ہے انسان اس دنیا مین ایک مسافر ہے آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب انسان قبر پر جاوے تو کہے

السلام علیکم اہل القبور من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون

انسان قبر پر جاکر ان کی مغفرت اور ترقی درجات کیلئے دعا کرے درود شریف بہی ایک دعا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دنیا مین بہت سے ہادی اور رہبر تسلیم کئے گئے ہین اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ تو ایک مسلّم سلسلہ ہے لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم پر نظر کرتے ہین تو بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ

لاریب آپ افضل الرسل ہین

کوئی موقعہ اور مرحلہ انسانی زندگی کا ایسا نظر نہین آسکتا جس مرحلہ پر آپ نے انسان کو روحانیت کا سبق نہ دیا ہو اور کوئی نہ کوئی عمدہ اور پاک تعلیم آپ کی وہان موجود نہو۔ رنج مین راحت مین عسر مین یسر مین۔ گہر مین بازار مین مسجد مین مسجد سے باہر ہر کام کے شروع کرتے وقت یہانتک کہ ان اوقات مین بہی جو انسان کی انتہائی درجہ کی بے تکلفی اور علیحدگی کے ہوتے ہین وہان بہی اسوقت کے حسب حال سبق دے اور دعا تعلیم کی۔ یہ امر کسی نبی اور راستباز کی زندگی مین نہین ملیگا۔ یہ فخر اور بجا فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔

مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف (سیرۃ) کو جب اس پہلو سے دیکہتا ہون تو بے اختیار ہو کر کہنا پڑتا ہے

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

بہت کم لوگ ہین جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو اس نظر سے دیکہا ہو اور آپ کی تعلیم کردہ دعاؤن کو آپ کی سیرۃ کا ایک ورق سمجہ کر مطالعہ کیا ہو۔ یہہ مضمون بڑا لذیذ اور پر ذوق ہے مگر افسوس ہے اس محل پر اسکے لئے بہی بحث کی گنجائش نہین ہے یہہ مینے محض اس سلسلہ مین ذکر کیا کہ قبر پر جاکر بہی آپ انسان کو ایک سبق دیتے ہین۔ جو دعا اوپر بتائی گئی ہے اگر انسان اسکو سچ مچ مدنظر رکہے اور اسکے ذہن سے یہہ بات ایک لحظہ کے لئے بہی محو نہو کہ وہ ان شہر خاموشان کے رہنے والون مین ایک دن ملنے والا ہے اور ایک دن زمین کی پشت پر چلتا پہرتا بطن زمین مین جانے والا ہے تو اس سے بہتر واعظ انسان کی اصلاح کے لئے نہین ملسکتا۔ مگر ہم مین تہوڑے ہین جو اس امر کو مدنظر اور ملحوظ خاطر رکہتے ہین۔

غرض حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر سب لوگ جا پہونچے مزار پر تو تہوڑا ہی عرصہ ٹہیرنے کا موقعہ ملا لیکن الحکم کے ناظرین مین شاید بہت سے لوگ بہرہ ہو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کے نام یا انکے حالات سے پوری واقفیت رکہتے ہو اسلئے مین مناسب سمجہتا ہون کہ کسی قدر اختصار کے ساتہ آپکے حالات بیان کردون۔ (باقی آئندہ)

چھاؤنی انبالہ پر خدا کا قہر ناک عذاب

یونتو خدا کے سچے رسول حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے ناپاک سمندر میں ہر ایک ممالک کے مخالف غوطے کہا رہے ہیں اسی طرح انبالہ توپخانہ بازار بہی اسی مہلک مرض میں گرفتار ہے مگر یہان مخالفت جہالت تعصب ہر سہ نے اپنا دخل کر رکہا ہے۔ تعصب کا یہ حال ہے کہ چند احمدی جو نووارد تھے مسجد میں نماز پڑہنے گئے اور وہان سے دریافت کیا کہ محمد یوسف احمدی کا مکان کونسا ہے مگر بجائے اس کے کہ وہ مکان بتا دے کہنے لگا تم ہرگز اسکے پاس نہ جانا اور نہ اس سے ملنا وہ تو مرزائی ہے اگر تم ملو گے تو تم بہی مرزائی ہو جاؤ گے جہالت کا یہ حال ہے کہ دیوی دیوتا کی پرستش کرتے ہیں۔ مخالفت کا یہ حال ہے کہ اگر کسی دس برس کے بچے کے روبرو حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا جاوے تو وہ گالیان دینے لگتا ہے اور بڑون کا تو کیا کہنا اول تو لوگ اس قابل ہی نہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب کو سمجہ سکیں اور اگر دو چار ایسے بہی ہیں تو عوام کو بہکاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی کتابیں مت پڑہو ان پر جادو کیا ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس کی شان پاک میں بیہودہ الفاظ نکالتے رہتے ہیں۔ ۴۔ اپریل ۰۵ء کے عظیم الشان زلزلہ نے ان لوگون کی زبانیں بند کر دی تہیں مگر جب زلزلہ کو ایک عرصہ گذرنے لگا تو انکی خباثت کا تہرما میٹر بہی ۱۲۰ درجہ پر ترقی کر گیا۔ اور یہ مخالفین جب مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کے پر زور دندان شکن لیکچرون سے بہی جب اپنی خباثت سے باز نہ آئے تو [illegible] کے سچے وعدے کا ظہور ہوا اور اس پاک معبود نے ایک قہری نشان ظاہر کیا۔ یعنے تاریخ ۲۲ فروری ۰۶ء کو بوقت ۱/۲ ۷ بجے شام پلیگ کارنٹین کے پاس سے دہوان نکلنا شروع ہوا اور آسمان کی جانب روانہ ہوا اس دہوئیں میں اسقدر روشنی تہی جیسے کہ بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور ایسی گڑگڑاہٹ تہی کہ جیسے توپیں سر ہوتی ہیں یہ دہوان شمال سے اٹہکر جانب جنوب روانہ ہوا اسکے رستہ میں ایک پختہ عمارت تہی جہان چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا تہا۔ اسکی چہت کو صاف اڑا دیا بس اسی پر خیر نہیں ہوئی وہان سے یہ خدا کا زبردست نشان گورنمنٹ بوائز ... پر جا پڑا جو اس جگہ سے قریباً ۲ فرلانگ تہی اور اس پختہ عمارت کی چہت کو بالکل اڑا دیا۔ اور احاطہ کی ایک دیوار کو گرا دیا۔ اور دو تین آدمیون کو خفیف سی چوٹین بہی آئیں یہان پر ایک بیل گاڑی کہڑی تہی جسمین ... الٹ دیا اور ایک عظیم الشان ... کو جڑ سے اکہیڑ کر پہینک دیا اور ... کیکر درخت کے تنے اوڑا دیئے۔ تراز و جو اس جگہ گڑا ہوا تہا اسکا ایک پلڑا قریب ایک فرلانگ باہر کہیت میں گرا۔ اسکے بعد پولیس کی چوکی کے برآمدہ کو گرا کر یہ دہوان غایب ہو گیا۔ مخالفین کے دلون میں اس قہری نشان نے ایک بڑی گہبراہٹ پیدا کر رکہی ہے میں دعا کرتا ہون کہ خداوند کریم اپنے مامور کے طفیل سے ان آسمانی عذابون سے محفوظ رکہے۔ آمین۔

۲۴۔ فروری ۱۹۰۶ء

راقم محمد نیاز

احقر نصیر احمد ولد شیخ محمد یوسف احمدی کمسریٹ ایجنٹ توپخانہ بازار کیمپ انبالہ۔

پٹیالہ کا سررشتہ تعلیم توجہ کرے

مجہے پٹیالہ کے غریب اور کمزور فرقہ مدرسین کی حالت زار پر توجہ دلائی گئی ہے جو اس قحط سالی اور گرانی کے زمانہ میں تین تین مہینے تک تنخواہ کو روتے رہتے ہیں اور انہیں ایک پائی نہیں ملتی۔ تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ وہ فرقہ جو نہایت ہی قدر سے دیکہے جانے کے قابل ہے جو گویا تہذیب اور تربیت کا روح رواں سمجہا جاتا ہے وہی نہایت لاپروائی سے دیکہا جاتا ہے پچہلے دنون اخبارات میں پڑہا تہا کہ پٹیالہ کی ریاست اپنے سررشتہ تعلیم کی تکمیل کی خاطر لاکہہ روپیہ خرچ کرنے والی ہے مگر یہ عجیب تکمیل اور اصلاح ہے کہ غریب مدرسون کو تین تین ماہ تک تنخواہ ہی نہ ملے۔ مجہے امید کرنی چاہئے کہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پٹیالہ اس نقص کو جلد رفع کر دینگے اور کل مدرسون کو باقاعدہ تنخواہ ادا کر کے ان کے کام نافذ کر کے شکرگزاری کا موقع دینگے ورنہ ضرورتاً مجہے اس بدنظمی کے مفصل حالات اور اسباب بیان کرنے پڑینگے اور شاید وہ بعض اہلکارون اور ذمہ دار لوگون کے لئے ناگوار ہون میری غرض محض اس غریب فرقہ کی حمایت ہے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں اسلئے میں اسی نوٹ پر اکتفا کرتا ہون۔

درخواست نماز جنازہ غائب

گذارش یہ کہ بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء میری اہلیہ مسماۃ امتیاز النسا کا انتقال ہو گیا۔ لہذا احمدی جماعت سے نماز جنازہ اور دعا بمغفرت کا خواستگار ہون۔ فقط

مرسلہ عبد المجید احمدی از اٹاوہ محلہ چوکر کنوان۔

درخواست دعا: منشی محمد منظور الہی صاحب کے بہائی کے دو بچے دو ماہ کے عرصہ میں فوت ہو چکے ہیں تیسرا بڑا لڑکا بہی علیل ہے۔ ناظرین الحکم سے صاحب موصوف دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

اپیل

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب حبیب الرحمان رئیس حاجی پورہ کے اس اپیل کو جو منسلک ہذا ہے۔ شایع فرما دیں کیونکہ شاید بہت سے دلون میں ایسے خیالات ہون۔ میرا جواب صرف یہہ ہے کہ جو کچہہ میں نے کیا اپنی رائے سے نہیں کیا۔ والسلام

محمد علی

اپیل بحضور حضرت مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان سلمہ الرحمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہہ عریضہ بغرض توجہ حضور ارسال ہے اگرچہ چہوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن امید ہے کہ اسکو پڑہکر جواب سے معزز فرمایا جائیگا۔ گذشتہ تلیج کے الحکم میں خاکساران خاکپائے حضور کو ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مبارکباد دیکر۔ ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اوس خط وکتابت کا تذکرہ کیا ہے جو مابین منشی انشاء اللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن، اور مولوی محمد علی صاحب وخواجہ کمال الدین صاحب ہوئی ہے۔ وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کا کچہہ اس قسم کا تہا جو اصل حال سے دور تہا جسکا مطلب خاکسار نے یہ سمجہا کہ منشی انشاء اللہ خان نے ریویو کو پسند کیا ہے اور وطن کے خریداران کو اسکی خریداری کے لئے توجہ دلائی ہے اور دو سو خریدار بہم پہونچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑہکر یہہ عاجز نہایت خوش ہوا اور اخبار وطن کی خریداری کا مصمم ارادہ کیا لیکن خاکسار کی یہ خوشی اوسیوقت رنج سے بدل گئی جبکہ اس خط وکتابت کو سنا اور وہ معاہدہ معلوم ہوا جو اون کے درمیان ہوا ہے کہ گویا ریویو کو ہمارے امام صادق اور رسول برحق کی پاک تعلیم۔ الفاظ۔ خیالات۔ اعتقادات۔ الہامات سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ہم کو جو فدائے مسیح موعود ہیں خوش کرنے یا بالفاظ دیگر آنسو پونچہنے کیواسطے ایک ضمیمہ شامل کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے جسکی اشاعت ہم خادمان ہی تک محدود رہے گی۔ اسقدر معلوم ہونیکے بعد مجہہ خاکسار کیلئے ماتم تہا اور ہے میں اپنی اس حالت کو ظاہر نہیں کر سکتا جو یہ خبر سنکر ہوئی خدا تعالی جو دلون کے راز سے واقف ہے خوب جانتا ہے۔

میری سمجہہ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوتا ہے چہوڑ دینگے تو وہ اور کونسی باتیں ہیں جنکی اشاعت کرنا چاہتے ہیں کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہو کر بہی مل سکتا ہے کیا احمد سے علیحدہ ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مل سکتا ہے کیا احمد اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں کچہہ فرق ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجہہ کو پیدا کیا کہ جس نے محمد اور احمد ... نہ اوس نے ہرگز حضور کو نہیں پہچانا اوسکا زبانی اقرار محض لاف زنی ہے جس نے احمد کو چہوڑا اوس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی چہوڑا وہ ہرگز ہرگز آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق نہیں۔ وہی احمد ہے اور وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو اسوقت ہم میں موجود ہے پہر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت نہیں کر سکتا کیونکہ در اصل وہ ایک ہے۔ پہر کیا ایسا معاہدہ کرنے والے اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتے ہیں۔ یا منشی انشاء اللہ خان کی دو سو خریدار بہم پہونچانے پر ریجہ گئے ہیں۔ کیا اس خدائی سلسلہ کی اشاعت انشاء اللہ خان کی امداد پر منحصر ہے ریویو پہلے کیا تہا اور اب کیا ہے یہہ ترقی اور قبولیت منشی انشاء اللہ خان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں خدا تعالی ہی سب کچہہ کر رہا ہے اور حضور کی دعائیں ہیں اور بس۔

ریویو صرف اسواسطے ہے کہ یورپ اور امریکہ میں عیسائیون کے بناوٹی خدا کو انسان بنا دے جسنے بالآخر وفات پائی سکہا یہ عقیدہ ظاہر کرنے کے واسطے اون لئے کونسی راہ ہے جبکہ وہ مسیح موعود کی پاک تعلیم کو ریویو سے علیحدہ کر لینگے اگر ایسا نہ کیا تو پہر منشی انشاء اللہ خان کے بہم پہونچائے ہوئے خریدار قایم رہینگے۔ ہرگز نہیں۔ کیا ریویو کے مضامین کی قبولیت اور قابل تعریف ہونا جناب ایڈیٹر صاحب وغیرہ صاحبان نے اپنی ذات ہی تک محدود سمجہ لیا ہے۔ اگر اون کا ایسا خیال ہے تو غلط ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ یہ سب کچہہ حضور ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یہ لوگ اون کو اختیار ہے کہ وہ علیحدہ رسالہ جاری کر دیں لیکن وہ بہی دوسرے اسلامی رسالون کی طرح بے مغز اور بے برکت ہوگا۔ منشی انشاء اللہ خان کو اگر ضرورت ہے تو وہ ریویو کے مضامین جو اون کو پسند ہون اپنے طور پر طبع کرا کر شائع کر دیا کریں احمدی فرقہ کا رسالہ اوسیوقت تک احمدی ہے جبتک اسلام احمد مسیح موعود کی پاک تعلیم اپنے ساتہہ رکہتا ہے۔ ریویو کے زیادہ خریدار پیدا کرنیکا یہ منشاء ہے کہ اسلام یا یون کہیں کہ مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت ہو اگر یہ نہیں تو پہر کچہہ بہی نہیں۔ خدا کے لئے میجر ریویو آف ریلیجنز کو حکم دیدیوین کہ وہ اپنے ان خیالات کو چہوڑ دیں۔ ورنہ جو رسالہ یا کتاب یا اخبار ہمارے سردار حضرت مسیح موعود کے ذکر اور تعلیم سے خالی ہے وہ ہمارا نہیں۔ ہمکو اوسکی ضرورت ہے جس میں حضور کا ذکر ہو اور تعلیم ہو جو ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالی تک پہونچاتا ہے۔

یہہ بہی عرض کرنا ضروری ہے کہ خاکسار کو کسی کے ایمان پر کسی بدگمانی نہیں ہے بلکہ جو ایمان حضور پر خدا تعالے نے مجہکو بخشا ہے جسکی تصدیق میرا بال بال کر رہا ہے وہ مجہے انہیں کو ... اسلام کا طریقہ ہمارے بہائیون کیطرف سے ایسا کیا جاوے۔ فقط برخوردار محب الرحمان سلمہ کو تپ آتا ہے قادیان ہی میں تپ ہو گیا تہا اب تک برابر آتا ہے اوسکے واسطے دعا کی درخواست ہے خاکسار کے واسطے بہی دعا کی جاوے۔

بخدمت جمیع احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ...

خاکسار حبیب الرحمان از مقام حاجی پورہ ...

مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء

مشاہیر اسلام

(بقیہ امام بخاری)

جامع صحیح بخاری

مضمون علم الحدیث کے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ ہجرت کی پہلی صدی تک احادیث کی تدوین نہیں ہوئی۔ صحابہ کا خیال تھا کہ اگر آثار نبوی مرتب کئے جائیں۔ تو ممکن ہے کہ آگے چل کر ایک زمانہ ایسا آئے کہ کلام الٰہی اور کلام نبوی میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ اور لوگ غلطی میں پڑ جائیں۔ علاوہ اس کے ابھی اہل عرب اس قدر متمدن نہیں ہوئے تھے۔ کہ کتابت اور جمع تصنیف کا عام رواج ہوتا۔ دوسری صدی میں جب علوم و فنون کی اشاعت اور تدوین کی بنیادیں پڑیں۔ اور کتابت کا عام رواج ہوا۔ تو جمع حدیث پر بھی لوگوں کو توجہ ہوئی امام مالک نے مؤطا میں اہل حجاز کی حدیثیں جمع کیں۔ ابن جریج نے مکہ معظمہ میں امام اوزاعی نے شام میں۔ سفیان ثوری نے کوفہ میں۔ اور ابو سلمہ حماد نے بصرہ میں۔ احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے۔ عبداللہ بن موسیٰ کوفی اور نعیم ابن حماد وغیرہ نے مسندیں مرتب کیں۔ بعد اور دوسری صدی کے اختتام تک بیسوں مجموعے طیار ہو گئے۔

تیسری صدی میں امام بخاری کو جمع حدیث پر توجہ ہوئی۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت تک احادیث کے بیشمار مجموعے مرتب ہو چکے تھے۔ اس لئے امام صاحب نے اگر ان سے چھانٹ کر ایک مجموعہ تیار کر لیا تو یہ کوئی اہم کام نہ تھا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ امام صاحب سے پیشتر اگرچہ متعدد مجموعے مرتب ہو چکے تھے۔ مگر انکی حالت کیا تھی؟ اور امام صاحب نے جو مجموعہ تیار کیا۔ اسکی حالت کیا ہے؟ اس پہلو سے اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو کہ صحیح بخاری کی اصلی خصوصیت کیا ہے؟ اور امام صاحب کا یہ کام کس قدر اہم۔ اور کس درجہ دشوار تھا؟ ہم اس مضمون میں اسی حیثیت سے صحیح بخاری پر نظر ڈالنی چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری کا اصلی نام اور احادیث و ابواب وغیرہ کی تعداد صحیح بخاری کا اصلی نام یہ ہے:۔

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ و سنتہ و ایامہ حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث کے مجموعہ کے لئے اس سے زیادہ مناسب۔ جامع اور واقعی نام نہیں ہو سکتا۔

صحیح بخاری میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں۔ جو چھ لاکھ حدیثوں سے منتخب کر کے درج کی گئیں۔ ایک سو ساٹھ کتابیں ہیں۔ اور تین ہزار چار سو پچاس باب ہیں۔ اُن تمام شیوخ کی تعداد جن سے صحیح بخاری میں حدیثیں لی گئی ہیں۔ دو سو نواسی ہے تیرہ سو چالیس مشایخ ایسے ہیں۔ جن سے مسلم نے روایت نہیں کی۔ صرف امام بخاری نے روایت کی ہے۔

ثلاثیات اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جو صرف تین راویوں کے واسطے سے امام صاحب تک پہونچی ہے۔ صحیح بخاری میں اس قسم کی بائیس حدیثیں ہیں جن پر امام صاحب کو فخر ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بجا فخر ہے۔

صحیح بخاری کی خصوصیات امام صاحب جب حدیث پر متوجہ ہوئے تو بے انتہا مشکلات کا سامنا ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ جس قدر کتابیں مرتب ہوئی ہیں۔ وہ محض احادیث کا ایک مجموعہ ہیں۔ جن میں نہ صحت کا التزام کیا گیا ہے۔ نہ علت و ضعف سے بحث کی گئی ہے۔ اس قسم کے مجموعوں کا طیار کر لینا کوئی مشکل اور اہم کام نہ تھا۔ مشکل یہ تھا کہ ایک صحیح اور راسخ مجموعہ طیار کیا جائے۔ صحت کے علاوہ ترتیب کے لحاظ سے بھی منتظم۔ اور مرتب ہو۔ صحیح آثار کی غیر صحیح سے تمیز کی جائے التزام ہو۔ کہ حتی المقدور اعلیٰ اقسام کی حدیثیں درج کی جائیں۔

امام بخاری پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس التزام اور صحت سے حدیث کا ایک مجموعہ طیار کیا اس لحاظ سے یہ کام جس قدر اہم تھا۔ اسی قدر دشوار تھا۔ امام صاحب نے نہایت کوشش اور جانکاہی سے اول لاکھوں حدیثیں جمع کیں۔ پھر نہایت دقت نظر سے ان پر نقادانہ نظر ڈالی۔ اصول و قواعد کے ساتھ اُن سے دس ہزار حدیثیں منتخب کیں۔ اور ترتیب وار ایک جلد میں جمع کیا۔

امام بخاری نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے پہلا کام یہ کیا۔ کہ حدیث کے درجے مقرر کئے۔ اور ان کو مختلف قسموں میں منقسم کیا۔ صحت اور سند کے لحاظ سے کوشش کی کہ مستفیض۔ متواتر۔ حسن حدیثیں جمع کی جائیں۔ ان سے دوسرے درجہ پر صحیح حدیثوں کو لیا جائے مگر صحیح سے نیچے درجہ کی حدیثیں جیسے مطلق حسن وغیرہ کو صحیح بخاری میں جگہ نہ دی جائے۔ اگرچہ یہ التزام مسلم اور صحاح اربعہ میں بھی پایا جاتا،

اور کہا جاتا ہے کہ مؤطا امام مالک بھی اس خصوصیت میں شریک ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس خوبی اور عمدگی سے امام صاحب نے اس التزام کو نباہا ہے۔ اسکی نظیر کوئی مجموعہ نہیں پیش کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اصح الکتب کے خطاب سے یہی کتاب سرفراز ہوئی۔

بخاری اور مسلم حدیث کی چھ صحیح کتابوں میں خصوصیت کے ساتھ دو کتابیں زیادہ صحیح۔ مستند۔ اور قابل اعتماد تسلیم کی گئی ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونوں کتابوں کی نسبتاً زیادہ صحت میں کسی کو کلام نہیں لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ صحیحین میں اصح کون صحیح ہے۔ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ ان دونوں میں صحیح ترین کتاب جامع بخاری ہے۔ لیکن بعض اہل مغرب کو اس میں کلام ہے ان کا خیال ہے۔ کہ مسلم بخاری سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اس لئے یہاں ہم دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ خیال کسی صورت صحیح نہیں ہو سکتا۔ بخاری کو مسلم پر فضیلت ہے اور اکثر حیثیتوں سے ترجیح حاصل ہے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ وجوہ ترجیح کیا کیا ہو سکتی ہیں؟ صحیح بخاری اور مسلم کا مقابلہ چند حیثیتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ حسن ترتیب۔ احادیث اور ترجمہ باب کا تناسب۔ عدم شذوذ و اعلال۔ قوت رواۃ۔ استنباط مسائل اتصال اسناد۔ زبان صحت حدیث پہلی دو حیثیتوں کو چھوڑ کر باقی ہر حیثیت سے بخاری کو مسلم پر فضیلت حاصل ہے۔ بخاری میں سوء ترتیب اور بعض مواقع میں عدم مناسبت حدیث و ترجمہ باب کا عیب ضرور ہے مگر اس سے کتاب کی حقیقی خوبیوں پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ صحیح بخاری اس رنگ اور التزام کی پہلی تصنیف ہے۔ امام صاحب کے سامنے اس قسم کا کوئی نمونہ نہیں تھا۔ مسلم نقش ثانی ہے صحیح بخاری نے اسکے لئے راستہ صاف کر دیا تھا۔ ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش نظر تھا۔ اسلئے اگر ترتیب وغیرہ میں نسبتاً چند نقص پائے جاتے ہیں۔ تو انکی بنا پر امام صاحب پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اس قسم کی فروگذاشتوں کا ایک ایسی کتاب میں رہجانا ضروری لازمی امر ہے اور امام صاحب کی معذوری ظاہر ہے۔

مسلم کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی خوبیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ بیشمار ہیں۔ لیکن جن حیثیتوں کو ہم نے پیش کیا ہے ان کو پیش نظر رکھ کر اگر دیکھا جائے۔ تو سات خصوصیتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو صرف بخاری کا حصہ ہیں۔ مسلم کو ان میں شرکت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

(۱) امام بخاری کا اصل مقصود اگرچہ احادیث صحیحہ کی تدوین ہے۔ مگر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ترتیب احادیث میں فقہی فوائد کو بھی ملحوظ رکھا۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ صحیح بخاری کو ترتیب فقہی ابواب اور مسائل کے موافق رکھی گئی ہے۔ اور بعض ایسے باب پائے جاتے ہیں۔ جن کو مسائل قرار دیکر۔ ان کے جواز یا عدم جواز میں قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں۔ کہیں کہیں معلقات اور موقوفات سے حلت اور حرمت پر استدلال کیا ہے۔ اور ان کے متعلق اگر حدیثیں ملی ہیں۔ تو ان کو بھی پیش کر دیا ہے مثلاً صحیح بخاری کی ابتدا میں الایمان یزداد و ینقص کو ایک مستقل مسئلہ فرض کر کے لیزدادوا ایمانا اور لیطمئن قلبی وغیرہ آیات اور اقوال صحابہ سے زیادت و نقص ایمان کو ثابت کیا ہے۔ اس خصوصیت کی بدولت صحیح بخاری تحقیق مسائل کا بھی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ بخلاف مسلم کے کہ اسکی اصلی غرض صرف احادیث صحیح کا ابواب فقہیہ کی حیثیت سے مرتب کرنا ہے۔ اس لئے مسائل کی تحقیقات کے حصہ سے بالکل خالی ہے۔

(۲) ایک بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ امام بخاری احادیث سے اس زمانہ کی طرز معاشرت کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور معمولی واقعات سے نہایت مفید نتائج نکال کر ان کو الگ الگ بابوں میں درج کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے کہ بریرہ کو جو حضرت عائشہ کی لونڈی تھی۔ کسی نے کچھ گوشت صدقہ کے طور پر دیا۔ حضرت عائشہ نے وہ گوشت آنحضرت کو یہ کہکر نہیں دیا۔ کہ

"وہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ صدقہ نہیں کہاتے،، آنحضرت نے فرمایا کہ

"بریرہ کے لئے بیشک صدقہ ہے۔ لیکن اگر بریرہ مجھ دے۔ تو میرے لئے ہدیہ ہے"

امام مسلم نے اس حدیث کو باب الصدقہ میں درج کیا ہے مگر امام بخاری نے اس ایک حدیث سے متعدد نتائج پیدا کئے ہیں۔ اور مختلف بابوں میں نقل کیا ہے ایک موقع پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ حرام ہے انکی لونڈیوں کو صدقہ دینا جایز ہے۔ کیونکہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیوں نے صدقہ لیا اور آنحضرت مانع نہیں ہوئے ایک اور موقع پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو صدقہ دیا جائے

ا؎ جس حدیث کو کم از کم تین جلیل القدر صحابیوں نے الگ الگ طریقوں سے روایت کیا ہو اور اس کے رواۃ میں روز بروز ترقی ہوتی گئی ہو۔ تو اس حدیث کو مستفیض کہتے ہیں۔ حدیث کی یہ اعلیٰ قسم ہے۔ اگر تین سے کم مگر مشہور اصحاب سے مروی ہو تو اس کو متواتر کہتے ہیں جیسے انما الاعمال بالنیات ایک مشہور حدیث ہے جس کے اول راوی صرف حضرت عمرؓ ہیں ۲ ان سے صرف علقمہؓ نے روایت کی اور علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم نے محمد سے فقط یحیی بن سعید نے اور یحیی سے بیشمار لوگوں نے روایتیں کیں۔ لہٰذا یہ حدیث متواتر ہے۔ متواتر کے بعد تیسرے درجہ پر حدیث حسن ہے یعنی۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جو مختلف طریقوں سے مروی ہو اور ہر طریق کی حدیث کا مضمون دوسرے طریق کی حدیث کی تائید کرتا ہو۔ اگر ایک ہی طریق سے مروی ہو تو اس کو "غریب مطلق" کہتے ہیں حسن کی دو قسمیں ہیں۔ صحیح اور مطلق "حسن صحیح" وہ حدیث ہے جس کے بعض یا کل طریقوں کے تمام راوی ثقہ۔ عادل۔ غیر مجروح۔ غیر منکر۔ اور نیز راوی اول کوئی مشہور صحابی ہو۔ ساتھ ہی سلسلۂ روایت میں اتصال ہو مطلق حسن وہ حدیث ہے جس میں بعض شرائط نہ پائی جائیں۔

اور وہ کسی ایسے شخص کو وہ چیز ہدیہ کے طور پر دے جس پر صدقہ حرام ہے۔ تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔

(۳) ایک باریک فرق **صحیح مسلم اور صحیح بخاری** میں یہ ہے۔ کہ جب کسی ایک شیخ کے شاگردوں سے یہ دونوں بزرگ روایت کرتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کے شروط کے مطابق ان میں عدل۔ ثقاہت۔ قوت حافظہ۔ سلامتی ذہن۔ تقوی۔ یہ تمام شرطیں ضروری پائی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ تمام شرطیں ہر راوی میں برابر درجہ کی نہیں ہو سکتیں۔ کوئی عادل ہے۔ کوئی زیادہ عادل ہے۔ کوئی بہت زیادہ عادل ہے۔ اس لئے **امام بخاری** جس احتیاط اور دقت نظر کے ساتھ ان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ **امام مسلم** میں نہیں پائی جاتی۔ امام زہری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں۔ اگرچہ سب کے سب معتبر رواۃ میں سے ہیں۔ لیکن اوصاف کی کمی اور زیادتی کے لحاظ سے ان کے مدارج باہم متفاوت ہیں۔ **امام بخاری** اول طبقے سے اصولاً اور دوسرے طبقے سے ضمناً روایت کرتے ہیں۔ مگر **امام مسلم** دوسرے طبقے سے اصولاً۔ اور تیسرے سے ضمناً۔ اور پہلے طبقے سے کبھی کبھی روایت کرتے ہیں اسماء الرجال کے ماہرین کو اس کا پتہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔

(۴) **بخاری** کی قدر و منزلت کا اندازہ مسلم کے مقابلہ میں اس حیثیت سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی رواۃ کی تعداد۔ جن سے امام صاحب نے صحیح میں روایت کی ہے۔ چار سو تیس سے کچھ زائد ہے۔ اس تعداد میں سے صرف اسی راوی ایسے ہیں جنہیں علما نے کلام کیا ہے۔ لیکن مسلم کے خاص راوی چھ سو بیس ہیں۔ ان میں ایک سو ساٹھ راویوں کو علما نے ضعیف قرار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ **امام صاحب** کے کمزور راویوں سے **مسلم** کے ضعیف رواۃ کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ بخاری کے ضعیف رواۃ زیادہ تر بخاری کے شیوخ ہیں جن سے **امام صاحب** کی مدتوں صحبت رہی ان کے حالات اور خیالات سے اطلاع تھی۔ اس لئے قیاس اس امر کو تسلیم نہیں کرتا کہ بخاری جیسے نقاد مدتوں کی صحبت پر ان کے ضعف سے واقف نہ ہوئے ہوں۔ اور روایت حدیث میں تامل نہ کیا ہو۔ اس بنا پر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان راویوں کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں ہے برخلاف **امام مسلم** کے۔ کہ ان کے ضعیف راوی زیادہ تر قدما میں سے ہیں جنکی تنقید کا نہ ان کو موقع مل سکتا تھا۔ نہ ان کے حالات کی کافی اطلاع تھی۔ اس لئے اس صورت میں ان کے ضعف سے بے خبر رہنا زیادہ ترین قیاس ہے۔

(۵) علما نے **صحیح بخاری اور صحیح مسلم** کی تمام حدیثوں میں سے دو سو دس حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے صرف اسی بلکہ اسی سے بھی کم ضعیف حدیثیں بخاری کی ہیں اور ایک سو تیس حدیثیں صحیح مسلم کی۔

(۶) **بخاری اور مسلم** میں ایک بڑا نازک اور باریک فرق۔ ادبی حیثیت کا بھی ہے۔ ایک ہی حدیث کے مضمون کو دونوں کتابوں میں دیکھیے۔ بخاری کی طرز ادا۔ نشست الفاظ۔ سلاست بیان جس قدر پسندیدہ اور اعلیٰ ہوگی۔ اسکی نظیر مسلم میں کم ملے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ **امام صاحب** نے اس زبان کو پیش نظر رکھا۔ جو عہد رسالت۔ یا اس سے قریب تر زمانے میں مستعمل تھی۔ یعنے امام صاحب نے معانی حدیث کے ساتھ الفاظ حدیث کی حفاظت کا بھی اوروں سے زیادہ خیال رکھا۔

(۷) **امام مسلم** حدیث **معنعن**[1] کے اتصال اسناد کے لئے راوی[2] اور مروی عنہ کی صرف ہمعصری کافی سمجھتے ہیں۔ بشرطیکہ راوی مدلس[3] مشہور نہ ہو چنانچہ صحیح کے مقدمہ میں انہوں نے خود تصریح کر دی ہے مگر **امام بخاری** سلسلہ روایت کے اتصال کے لئے صرف معاصرت کو کافی نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک مدلس نہ مشہور ہونے کے ساتھ دونوں کی ملاقات بھی ضروری ہے۔ چنانچہ **امام صاحب** نے **تاریخ کبیر** میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے ہم اس موقع پر اس اختلاف کے نتیجہ کو دکھانا کافی سمجھتے ہیں۔

امام صاحب چونکہ ملاقات کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ایسی حدیث معنعن کو جس کے راوی اور مروی عنہ کی باہم ملاقات ثابت نہ ہوئی ہو۔ اگرچہ راوی مدلس مشہور نہ ہو۔ متصل الاسناد تسلیم نہیں کرتے اور اس بنا پر اس کو صحیح بھی نہیں قرار دیتے کیونکہ صحیح ہونے کے لئے بالاجماع اتصال اسناد کی ضرورت ہے۔ مگر امام مسلم متصل مانکر صحیح احادیث میں درج کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ صحت اور احتیاط کے لحاظ سے جس قدر صحیح بخاری کا اصول تنقید موافق عقل ہے۔ اسی قدر مسلم کا اصول قوانین صحیحہ اور قواعد احتیاط سے دور ہے۔

[1] معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جسکی اسناد عن فلان عن فلان کے ساتھ بیان کیگئی ہو ۱۲

[2] یعنے جس سے روایت کیجائے ۔۱۲

[3] مدلس اس راوی کو کہتے ہیں جو روایت میں اپنے شیخ کا نام درمیان سے چھوڑ دے ۱۲

امام صاحب اس پہلو پر غور کرتے ہیں کہ صرف معاصرت کیونکر روایت حدیث کے لئے ہم کو اطمینان دلا سکتی ہے۔ جبکہ ممکن ہے کہ ایک ہی زمانے میں دو شخص ہوں۔ مگر انکی باہمی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اور ایک تیسرے شخص کی وساطت سے کوئی حدیث ایک شخص تک پہنچ گئی ہو۔ یہ سچ ہے۔ کہ راوی **مدلس** مشہور نہیں ہے لیکن مدلس نہ ہونا اس امر کے لئے کافی دلیل نہیں ہو سکتی کہ بغیر کسی واسطہ کے براہ راست راوی نے مروی عنہ سے سماعت حدیث کی ہے۔ صرف ایک ہی اختلاف اس امر کے لئے کافی ہے کہ مسلم کے مقابلہ میں **امام بخاری** جمع حدیث میں کسقدر احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور جو اصول تنقید قائم کئے ہیں۔ وہ کس درجہ مطابق عقل اور قیاس صحیح کے موید ہیں۔

ہم نے یہاں صحیح بخاری کی سات خصوصیتیں دکھائی ہیں۔ جو صحیح مسلم کے مقابلہ میں قابل ترجیح ہیں۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے خطاب سے تمام کتابیں محروم رہیں۔ مگر صحیح بخاری کی صحت۔ احتیاط۔ قوت رواۃ۔ اتصال اسناد اور اس قسم کی اور بے نظیر خوبیوں نے خود کو اس معزز خطاب کا مستحق ثابت کیا۔ علما نے اس استحقاق کو بجا تسلیم کیا اور کلام اللہ کے بعد جگہ دی۔

امام صاحب نے اس کا بڑا حصہ مدینہ منورہ میں لکھا ہے ترتیب یوں ہے کہ تمام ضروری عنوان لکھ لئے تھے۔ ہر عنوان کے نیچے حدیثیں درج کرتے جاتے تھے جس عنوان کے متعلق کوئی حدیث نہ ملتی تو اس کو چھوڑ کر دوسرے بابوں کی ترتیب پر متوجہ ہو جاتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں بعض عنوان ایسے پائے جاتے ہیں جنکے متعلق کوئی حدیث درج نہیں ہوئی۔

صحیح بخاری جب مرتب ہو گئی تو امام صاحب نے اپنے استاد علی بن المدینی اور امام احمد بن حنبل جیسے اکابر محدثین کی خدمت میں اس غرض سے پیش کیا۔ کہ ان بزرگوں کی نظر ثانی سے مزین ہو جائے۔ لیکن امام صاحب کی احتیاط اور تنقید نے صحیح کو اس درجہ اصح مرتب کیا تھا کہ صرف چار حدیثوں کو انہوں نے قابل بتایا کہ صحیح سے خارج کر دی جائیں۔ اگرچہ وہ چار حدیثیں بھی دراصل صحیح ہیں۔

صحیح بخاری کی شرحیں

صحیح بخاری کو جس قدر قبول حاصل ہوا اسکی ایک اعلیٰ دلیل یہ ہے۔ کہ شارحین کی جتنی بڑی اور جس درجہ کی جماعت اسکو نصیب ہوئی شاید ہی کسی کتاب کو ملی ہو۔ نہ معلوم شرحوں کو چھوڑ کر کشف الظنون سے ان ترپن شرحوں کا پتہ لگتا ہے جو امام ابو سلیمان خطابی صاحب اعلام السنن۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ علامہ بدرالدین بن احمد عینی۔ امام محی الدین یحییٰ نووی۔ اور حافظ جلال الدین سیوطی جیسے اکابر علما اور محدثین کے قلموں سے نکلی ہیں۔

(الندوہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

زلزلہ کی پیشگوئی

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے

وہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ
تم یقیں سمجھو کہ وہ اک زجر سمجھانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا یہ وہی زلزلہ تھا جسکی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں خبر دی تھی۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۱۴ میں اور نیز اپنے اشتہارات اور اخبار الحکم و بدر میں شائع کر دی تھی۔ سو الحمد للہ کہ ٹھیک اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا کی وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں۔ زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا وہ ابھی نہیں آیا بلکہ آنے کو ہے اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۱۴ میں قبل از وقت لکھا تھا صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا نے مجھے اطلاع دی تھی سو یہ وہ زلزلہ تھا جسکا موسم بہار میں آنا خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ضروری تھا سو آگیا۔ اور ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ **قیامت کا نمونہ** بھی اسی موسم بہار میں آوے اسلئے میں [illegible] اور متنبہ کرتا ہوں کہ جہانتک میرا خیال ہے وہ دن دور نہیں ہیں توبہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو اور دنیا کی مجلسوں میں مت بیٹھو تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائیگا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائیگا کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسیطرح **ناقص ایمان** تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے جاتے ہیں جو وفاداری سے اور صدق سے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیز پر مقدم رکھ کر [illegible] میں سخت دردمند ہوں کہ میں کیا کروں اور کسطرح ان باتوں کو تمہارے دلوں میں داخل کر دوں اور کسطرح تمہارے دلوں کی [illegible] ہمارا خدا نہایت کریم و رحیم اور غفار ہے لیکن اگر کوئی شخص خیانت اپنے دل میں رکھتا ہے اور شوخی سے باز نہیں آتا تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا سو تم اگر کوئی پوشیدہ خیانت اپنے اندر رکھتے ہو تو تمہاری خبث ہے اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفسانی کام کرتے ہیں بلکہ خود پہلے تمہیں ہلاک کریگا اور بعد میں انکو۔ تمہیں آرام کی زندگی دھوکہ نہ دے کہ وہ دن نزدیک ہیں اور اب اسی طرح خدا تعالیٰ کی پاک نبی کی بات ان دنوں میں پورا ہوگا۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لاکر دعا میں لگا اور تبدیلی پیدا کر لی اور کیا بد نصیب وہ شخص ہے جو بڑھ بڑھ کر دعوی کرتا ہے کہ میں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو پاک نہیں دیکھتا اور اسکو دنیا اور دنیا والوں سے مل کر دیکھتا ہے اور اس کے بعد تم لوگوں سے جھگڑا مت کرو۔ اور دعا میں مشغول رہو۔ تکبر سے اور بدزبانی سے پرہیز کرو اور کسی کو دکھ مت دو۔ اور ڈرتے رہو جبتک وہ خوفناک دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارے میں لکھا گیا ہو رد کرو کیونکہ اب خدا ان تکذیبوں کا آپ جواب دیگا

بھلائی کرو ... تو دو۔ راتوں کو اٹھ کر اپنے یگانہ خدا کو یاد کرو۔ اور گناہوں کا پہاڑ بھی تمہیں شوخی بڑھے تو ان کی طرف نظر اٹھا کر مت دیکھو۔ خدا کے غضب کے دن سے ... سو تم ڈرتے رہو ...

میگزین کا آنیوالا رنگ

جب سے الحکم مین وہ خط وکتابت شایع ہوئی ہے جو مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن اور مکرمی مولوی محمد علیصاحب ایڈیٹر میگزین کی مابین ریویو کے مضامین کی ترمیم کے متعلق ہو چکی ہے اسوقت سے کوئی دن اور ڈاک خالی نہین جاتی جسمین اس ترمیم کے متعلق مختلف خطوط اعتراضون کے مختلف پہلو لئے ہوئے نہ آرہے ہون۔ قوم مین ایک عام کہلبلی اس امر کے متعلق پیدا ہو گئی ہے کہ گویا انکا میگزین انکے ہاتھ سے جاتا ہے۔ ان تمام خطوط اور اس تمام حرکت کو دیکھ کر مین اور میرے محترم بہائی مولوی محمد علیصاحب اور دوسرے بزرگ جو اس رسالہ کی بہتری اور ترقی کیلئے دن رات فکرمند رہتے ہین اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہین کہ قوم اپنے رسالہ کو نہایت وقعت کی نظر سے دیکہتی اور ایکدم کیلئے بہی وہ گوارا نہین کرسکتی کہ اسکی موجودہ طرز ترتیب کو بدلا جاوے۔ یہ امر ہم سب کے لئے نہایت ہی خوش کن اور ہمت افزا ہے۔ مین نے کسی دوسری جگہ ایک خط درج کیا ہے جس سے معلوم ہو سکیگا کہ قوم کے اندر کس قسم کا جوش رسالہ کے متعلق ہے۔ یہ نمونہ ہے متعدد اور مختلف مقامات سے آئے ہوئے خطوط مین سے ایک کا۔ مین ان دوستون کو جنہون نے براہ راست مجھے یا مولوی محمد علی صاحب یا دوسرے بزرگون اور خود اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے خطوط لکھے ہین یقین دلاتا ہون کہ مولوی محمد علیصاحب یا ہم مین سے کوئی شخص ایک آن واحد اور طرفۃ العین کیلئے بہی گوارا نہین کرسکتا کہ ان معتقدات کو جنپر بفضلہ تعالیٰ ہم علیٰ وجہ البصیرت قایم ہین زبان، قلم اور قلم زبان سے بیان کرنے مین کوتاہی کرے۔ جیسا کہ مولوی محمد علیصاحب کے اس خط سے جو مین ذیل مین درج کرتا ہون معلوم ہو جائیگا۔ ہماری غرض وغایت اگر اس سمجھوتہ سے جو مولوی انشاء اللہ خان صاحب سے ہوا تہا یہ تہی کہ چونکہ وہ نیک نیتی اور اسلام کی حمایت واشاعت کے خیال سے ایک ایسی بات پیش کرتے ہین جس سے ہمارے اصل مقاصد مین ہرج واقع نہین ہوتا اور ہم (جو اپنے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماتحت اسلام کی ترقی اور اشاعت کیلئے بہوکے پیاسے ہین) چاہتے ہین کہ اسلام کا مقدس اور مصفا چہرہ دنیا کو نظر آئے اس جوش مین اپنی قوم پر یہ اعتبار اور بہروسہ کرکے کہ وہ ہماری کارروائی کو بحمد اللہ نیک نیتی پر محمول کرلیگی ہے اس تجویز سے اتفاق کیا تہا لیکن یہ کبہی خیال نہین کیا گیا کہ ہم ان مسایل کے بیان مین معاذ اللہ نفاق سے کام لین گے جو اسلام کی جان ہین اسلئے قوم کو ہر طرح سے مطمئن رہنا چاہئیے۔

ذیل کا خط جو ایڈیٹر صاحب میگزین نے مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب کو لکہا ہے واضح طور پر ان امور کی حقیقت کہولدیگا جو بعض دوست [illegible] کے دل مین خلجان کرتے ہین۔ مجہے اس خط کے درج کرنے سے پہلے انشاء اللہ کہنا ہے کہ اگر جیسا تک جس ہمت اور مستعدی سے قوم اس رسالہ کی سرپرستی کی ہے [illegible] نہین [illegible] ہے کہ انہون نے بتادیا ہے کہ وہ جس امام کے ہاتھ پر [illegible] چکے ہین انکی قوت قدسی نے ان کے دلون پر خاص اثر ڈالا ہے اس رسالہ کی اشاعت کی غرض یورپ امریکہ اور دیگر ممالک مین اسلام [illegible]

کا پیغام پہونچانا ہے اور یہ منحصر ہے بے شمار روپیہ پر جو ہمین ہمارا مولا انشاء اللہ ضرور دیگا لیکن قوم کا فرض ہے کہ وہ ایک مرتبہ متفقہ سعی کا منظر اور دوسری قومون کو دکہادے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کام کرنیوالون کے قویٰ پر یہ اثر ہوا کرتا ہے۔ مین پانچسو رسالون کیلئے جو اپیل کیا تہا اسکے متعلق خطوط آرہے ہین اور مین جلد اسکا نتیجہ شایع کرونگا۔ صرف ایک شخص چودہری رستم علی صاحب نے ۵۰ رسالون کی چندہ کا وعدہ فرمایا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اب مین وہ خط درج کردیتا ہون۔

وھو ھذا

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہونچا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جسقدر پبلک مین جو علماء کے زیر اثر ہے۔ اس سلسلہ کی کسقدر مخالفت ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہین اور شب روز یہی کوشش ہے کہ اس سلسلہ کو بدنام کیا جاوے اگر سلسلہ کیجیو یا بدلنے مین صرف آپ سے ہی تعلق ہو۔ تو اور صورت ہے مگر یہان بدظنی انتہا تک پہونچی ہوئی ہے سو ہان بعد کی نکتہ زنیون کے تدارک کیلئے پہلے معاہدہ کو صاف کرلینا۔ اور کہولکر بتادینا زیادہ مفید ہے سو اصل امر تو وہی ہے جس کو مین گذشتہ خط مین بہی لکہہ چکا ہون کہ جس صورت مین ضمیمہ یا الگ رسالہ نکالنے کیلئے کثیر اخراجات درپیش ہین تو اس کام کو اتنی جلدی کیونکر شروع کیا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ ضمیمہ ابہی نہ نکالا جاوے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم جو پانچ سال سے رسالہ کی ابتدائی اخراجات کی متحمل ہوئی اور سینکڑون بلکہ ہزارون کا نقصان برداشت کرکے اس رسالہ کو جاری رکہا ہے آج اس کل قوم کو الگ کرکے اس رسالہ کو اس مشن سے قطعاً بے تعلق کردیا جاوے اور ان کو انکا معاوضہ بہی کچہہ نہ دیا جاوے۔ اگر آپکو صرف اس تجویز کی خاطر کہ آپ نے ریویو آف ریلیجنز کو جو احمدی مشن کا آرگن تہا۔ اس مشن سے الگ کرنا چاہا۔ زبانی کہا جاتا ہے تو آپ میری پوزیشن پر بہی غور فرماوین۔ کہ جس مشن کے آرگن کو اس مشن سے الگ کیا جاویگا انکے خیالات اس الگ کرنے والے کے متعلق کیا ہونگے ہمین شک نہین۔ کہ بہتر اکثر احباب نے بہت زیادہ حسن ظنی سے کام لیا ہے۔ مگر کثرت سے ایسے خطوط میرے پاس آئے ہین کہ لوگ حیرانی ظاہر کرتے ہین کہ یہ تجویز کیون کی گئی ہے۔ ابتدائی تجویز مین یہ عرض کیا گیا تہا کہ یہ صدمہ جو سلسلہ احمدیہ کو ریویو آف ریلیجنز کے الگ کرلینے سے پہونچے گا۔ اس کا ایک چہوٹا سا معاوضہ یہ تجویز کیا ہے کہ سلسلہ کے متعلق ہم ایک الگ رسالہ جاری کردین۔ مین کہتا ہون کہ یہ کام کچہہ بہی معاوضہ نہین۔ اخبارون کے قایم کرنے اور چلانے مین جو دقتین پیش آتی ہین ان کا اندازہ آپ خود کرسکتے ہین۔ پہر آپ سمجہہ سکتے ہین کہ یہ تجویز جو منظور کی گئی تہی اسمین سلسلہ کو کسقدر بڑی قربانی کرنی پڑی تہی۔ پس اگرچہ چہوٹی سی بات جو پیش کی گئی تہی سکہ چونکہ نئے رسالہ کا اجرا کثیر اخراجات کو چاہتا ہے۔ اس لئے جب تک کہ اس رسالہ کی امداد کا وعدہ نہو اسوقت تک نئی ترتیب کو شروع نہین کیا جاسکتا۔ اسپر بہی بدظنی پیدا ہو سکتی ہے تو مین نہین جانتا کہ یہ کام کیونکر چلیگا۔ جن لوگون کے دلون مین ہماری طرف سے بدظنی [illegible] ان کے ساتھ معاملہ کرنا بہت مشکل ہے [illegible] احمدی قوم [illegible] رہ نہین سکتی [illegible] اور دوسرا ان کو [illegible] معاوضہ بہی کوئی نہ دیا جاوے [illegible] قوم اس تجویز کے ساتھ [illegible] اتفاق کر سکتی ہے [illegible] پسند کرین تو اس کا اعلان کردین اور اس تحریر کو چہاپ دین [illegible] ایک ہزار رسالہ کی اعانت کا وعدہ نہ ہوگا

جسمین سے پانچسو کی قیمت پیشگی وصول ہو جاوے اسوقت تک نئی تجویز عمل مین نہین آسکتی۔ افسوس ہے کہ آپ ایک ہی پہلو پر زور دیتے ہین کہ احمدی قوم کل نقصان برداشت کرے اور دوسرے پہلو پر غور نہین فرماتے۔

امر دوم۔ جو آپکے اس خط نے میرے دلمین سوال اٹھایا ہے۔ یہ ہے کہ جس صورت مین میری اس چہوٹی سی استدعا کو بدظنی پر محمول کیا گیا ہے تو آیندہ خدا جانے ہر کام مین کیسی کیسی بدظنیان پیدا ہون گی اور کیسی کیسی مشکلات پیش آئین گی۔ اسلئے قبل اس کے جو مین کسی دوسرے کا ایک پیسہ بہی اعانت مین لون کہ دیگر بیان کردینا چاہتا ہون۔ تاکہ بعد مین کوئی دقت اور جہگڑا نہ ہو کہ ہماری طرف سے صرف یہ وعدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے دلائل کو اس رسالہ مین پیش نکرینگے اور ان کو ضمیمہ مین پیش کرینگے لیکن اسبات کو چہوڑ کر مین جو کچہہ اس رسالہ مین لکہونگا۔ اسمین اپنے عقاید کا پابند ہونگا اور منافقانہ کارروائی مجہہ سے ہرگز نہ ہوسکیگی کہ اپنے عقائد کو چہپاؤن۔ مثلاً میرا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور یہی ایک خصوصیت ہے جو اسکو تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے اور کہ اللہ تعالیٰ جس طرح سے قدیم زمانہ مین اپنی برگزیدہ بندون کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا تہا اسی طرح اب بہی کرتا ہے۔ مین چونکہ علیٰ وجہ البصیرت اس عقیدہ پر قایم ہون اسلئے یہ ہرگز نہین ہوگا کہ اسلام کے فضائل اور اسکی خصوصیات کو بیان کرتے وقت مین اس بات کو چہپالون اور اسکا ذکر نہ کرون۔ ایسا کرنا میرے نزدیک ہی نفاق ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ ایسا ہی مین اس عقیدہ پر قایم ہون اور علی البصیرت قایم ہون کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین اور کسی نبی کو کسی قسم کی فضیلت آپ پر نہین دیگئی اور آپکے معجزات بہی سب نبیون سے بڑہکر اور سب سے زیادہ بین ہین اور کہ ایسے معجزات جو حضرت عیسیٰ کیطرف منسوب کئے جاتے ہین مثلاً مُردون کا زندہ کرنا یہ واقعی اور حقیقی معنون مین صحیح نہین ہین۔ اور بنص صریح یمسک التی قضی علیہا الموت۔ کے خلاف ہین ہان اس رنگ مین وہ صحیح ہین کہ آپ روحانی مردونکو زندہ کرتے تہے یا یہ کہ ایک مریض جسکی حالت بالکل موتی کی طرح ہوئی ہو۔ وہ آپ کی دعا سے اچہا ہو گیا ہو اور ایسا ہی مین اللہ تعالیٰ کی توحید کے عقیدہ پر قایم ہون کہ کسی بشر کو خدا تعالیٰ نے اپنی صفات مین شریک نہین کیا پس یہ صحیح نہین ہے کہ حضرت عیسیٰ بہی پرندون کے خالق تہے۔ جیسا کہ عام مسلمانونکا اعتقاد ہے یا یہ کہ ایک ایسا دجال آئیگا جو اللہ تعالیٰ کی قدرتون کا مالک بن بیٹہیگا اور مُردونکو زندہ کریگا اور جہان چاہیگا بارش برسائیگا ایسے اعتقاد میرے نزدیک شرک ہین اور انکی بیخ کنی ہر ایک مسلمان کا فرض ہے نیز مین اس عقیدہ پر قایم ہون کہ [illegible] اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ اس کے ساتھ سچا وعدہ ہے [illegible] خلفاء [illegible] باہر سے کوئی نہین آئیگا اور نیز مین اس عقیدہ پر قایم ہون کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین اور آپکے بعد کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا ایسا نہین آسکتا کہ اسکو بدون

وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت ملی ہو اور خدا تعالیٰ کی وہ نعمائ جنکا دروازہ اُسنے اس امت کیلئے کہلا رکہا ہے یعنی مکالمہ مخاطبہ کے انعام وہ بدون وساطت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اب دنیا مین کسی کو حاصل نہین ہو سکتے اور نیز مین اس عقیدہ پر قایم ہون کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ بزور شمشیر دین پہیلانیکے نہ تہے۔ اور نہ ہی آپکے کسی سچے جانشین کے جنگ اس غرض کیلئے تہے کہ جو لوگ اسلام کو قبول نکرین انکو تہ تیغ کیا جاوے اور نہ کوئی ایسا شخص آپکے بعد آنیوالا ہے۔ جو بزور شمشیر دین کو پہیلائے۔ اور جسقدر حدیثون سے یہ معلوم ہو وہ دشمنی ہین خدا کا دین اس کے نشانون اور دلائل اور براہین سے ہی پہیلیگا اور مین اس عقیدہ پر بہی قایم ہون کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہین جیسا کہ دوسرے تمام نبی ان سے پہلے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بعد فوت ہو گئے ہین اور جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر زور نہ دیا جاوے۔ اسوقت تک عیسائی مذہب کی ترقی نہین رک سکتی۔ حضرت عیسیٰ کی زندگی عیسائی مذہب کا بڑا شہتیر ہے۔ میرے نزدیک حضرت عیسیٰ کو زندہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا عیسائی مذہب کی تائید کرنا ہے اور اسلام کی فتح کبہی قایم نہین ہو سکتی جب تک کہ غلط عقائد کے خلاف پورے زور سے جہاد نہ کیا جاوے۔

مین نے یہ باتین اسلئے نہین لکہین کہ ان سب کا ذکر بار بار رسالہ مین کیا جائیگا۔ بلکہ اس لئے کہ کسی موقع پر بحث کرتے کرتے اگر ان سوالونمین سے کوئی سوال میرے سامنے آئیگا۔ تو مین اپنے عقیدہ کے مطابق لکہونگا اور کہولکر لکہونگا جس چیز کو الگ کرنا ممکن ہے وہ صرف حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ کی [illegible] اور پیشگوئیان اور نشانات وغیرہ اور اگر آپ غور کرین گے تو آپ آسانی سے سمجہہ لینگے کہ یہ ممکن ہی نہین کہ رسالہ کی کوئی ایسی صورت بن سکے جسمین ان باتون کا ذکر ہی نہ آئے۔ خواہ مخواہ انکو درمیان مین لانا میرا مطلب نہین ہے مثلاً جہان ان کی ضرورت نہ تہی جیسے پردہ۔ تعدد ازدواج۔ طلاق۔ غلامی [illegible] وغیرہ کے مضامین مین جو لکہے جاچکے ہین ان مین کہین ان باتون کا ذکر نہین پایا جاتا۔ حالانکہ کوئی شخص مانع نہ تہا مگر ان چند فروعی مسایل پر اسلام محدود نہین ہزارون بحثین ویسی کرنی پڑینگی جنمین ان باتون کا ذکر آئیگا پس بجائے اسکے کہ بعد مین کوئی عہد شکنی کا الزام ہمپر لگایا جاوے مین پسند کرتا ہون کہ یہ باتین پہلے ہی پیش کردی جاوین۔ اسکے بعد آپکے ناظرین مین سے یا دیگر مسلمانون مین سے جو لوگ مدد دینا چاہین دین اور جب انکی تعداد [illegible] تک پہونچ جاوے۔ تو نئی ترتیب کو شروع کردیا جاوے مین نے جو کچہہ بیان کیا ہے وہ صرف مثال کے طور پر ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ اس تحریر کو چہاپ کر اپنے ناظرین کی رائین اسکے متعلق معلوم کرلین گے۔ اسوقت جلدی کرنا مناسب نہین [illegible] اور پوری بحث ہو چکنے کے بعد تجویز [illegible] نقصان [illegible] والسلام

خاکسار محمد علی۔ از قادیان

نوٹ۔ مین [illegible] ان باتون [illegible] جہگڑا [illegible] اسلام [illegible] ایک ہی [illegible] نشان [illegible] دروازہ [illegible]

مولوی محمد حسین بٹالوی اور ایک احمدی

مین اپنے سید و مولیٰ حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سے تجدید بیعت کرکے شملے کو واپس آرہا تھا جسوقت بٹالہ اسٹیشن پہ پہونچا تو اتفاقیہ میری نظر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر جا پڑی۔ چونکہ مجھے مولوی صاحب سے تعارف تھا مین فوراً مولوی صاحب کے پاس گیا اور سلام علیکم کہا جسکے جواب مین مولوی صاحب نے بھی وعلیکم السلام کہا اور پوچھا کہ آپ کدہر سے آئے ہین مین نے کہا کہ مین قادیان سے آرہا ہون۔

مولوی صاحب۔ کیا تم بھی مرزا کے مرید ہوگئے۔

احمدی۔ الحمد للہ کہ خدا نے مجھے امام الوقت حضرت جناب مرزا صاحب کی پہچان بخشی۔

مولوی صاحب ہا! ہا!! ہا!!! قسمت ؟

احمدی۔ کیون مولوی صاحب آپ آہین کیون بھرنے لگ گئے یہ تو شکر کا مقام ہے کہ ہم نے امام الوقت کو پہچانکر اسکی بیعت کرلی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ بابو عبد الرحمان نے بھی بیعت کرلی ہے (بابو عبد الرحمان مولویصاحب کے شاگرد بھی ہین۔

مولویصاحب۔ قسمت کی بات ہے تم لوگ فقط انگریزی پڑھے ہوئے ہو۔ ایک طرفہ کتابین دیکھکر ایک طرف ہو جاتے ہو۔

احمدی۔ مولوی صاحب! مینے آپکے اشاعت السنۃ کا مطالعہ کیا ہے لیکن مین اسی نتیجہ پہ پہونچا ہون کہ مرزا صاحب راستی پر ہین۔

مولویصاحب۔ تم انگریزی پڑھے ہو تم کیا سمجھ سکتے ہو۔

احمدی۔ تو کیا سمجھ اور پہچان فقط مولویون کے لئے ہی رہ گئی ہے۔ یا گیا مذہب فقط آپ لوگون کے لئے ہی ہے۔ مجھے تو سمجھ مین نہین آتا کہ ایک شخص دنیا کی اصلاح کے لئے آئے اور دنیا مین سے فقط مولوی ہی اسے پہچان سکین ولبس اگر واقعی یہی بات ہے تو تمام ناخواندہ لوگ مسلمان بھی نہ ہونگے اور نہ وہ کسی طرح مجرم ٹھیرائے جاسکتے ہین۔ کیونکہ جو بات ان کی سمجھ سے ہی بالاتر ہے وہ اس کے لئے ذمہ وار کیون ہونگے اور وہ آیۃ کریمہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا کے تحت مین اگر بری ہوگئے۔ حالانکہ آپ اسے ملتے ہین اور مین نے تو مرزا صاحب کو بڑی جد و جہد سے پہچان کر بیعت کی ہے آپ جانتے ہی ہین کہ مین کیسا مخالف تھا مگر اب تو مین یون کہتا ہون کہ ضرور ضرور مرزا صاحب سچے ہین اور انکی بیعت کرنا فرض ہے۔

مولویصاحب۔ تم جھوٹے ہو اور مرزا صاحب بھی (معاذ اللہ) اور ان کی بیعت کرنا گمراہی ہے۔

احمدی۔ یون تو دنیا کے فرزند ہمیشہ سے ایسا کہتے آئے ہین مگر یہ ثابت کرنا بڑا مشکل ہے آپ نے یونہی ایسا کہدیا سنئے مین آپ کو ایک بڑے مشہور و معروف عالم یعنی شمس العلماء جناب مولانا شبلی صاحب کی رائے بتاتا ہون۔

پچھلے سال جولائی (۱۹۰۵) مین شمس العلماء مولانا شبلی و جناب مولانا قاری شاہ سلیمان صاحب ندوۃ العلماء کی طرف سے شملے آئے اور مختلف موقعون پہ لیکچر اور وعظ ہوئے۔ جسمین مولوی شبلی صاحب نے دو باتون پر زور دیا اول یہ کہ اس زمانہ کیحالت بڑی خراب ہوگئی حتّٰی کہ تیرہ سو برس کے اندر کبھی ایسی حالت نہین ہوئی۔ دوم یہ کہ اصلاح کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ مجھے ان باتون کو سنکر یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مولویصاحب سے چلکر دریافت تو کرو کہ جب یہ ردی حالت اصلاح کی محتاج ہے تو مصلح بھی کوئی ہے یا نہین۔ اور مجھے خیال بھی تھا کہ مولویصاحب ضرور مرزا صاحب کو مجدد وقت تسلیم کرلینگے کیونکہ وہ یہ بھی تو لیکچر مین کہہ چکے تھے کہ ایک دفعہ جب اسلام کو سائنس اور فلسفہ سے مقابلہ پڑا تو امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اس فلسفہ کو پڑھا اور اس کی تردید کی۔ پس جبکہ اسوقت امام غزالی کی ضرورت تھی تو مین کہتا ہون کہ اسوقت بھی کسی اور امام کی ضرورت ہے بڑا عظیم الشان امام ہو کیونکہ اسوقت امام غزالی کے زمانہ سے زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے الغرض مین اسی بات کو مدنظر رکھکر مولانا موصوف کے پاس گیا اور ان سے مین نے فقط اتنا پوچھا کہ جب آپ ضرورت مصلح کے خود قائل ہین اور اس سے پہلے ضرورت کے وقت امام غزالی کے امام ہونے کو تسلیم کرتے ہین تو اسوقت کیون مرزا صاحب کو امام نہین مان لیا جاتا جس پر مولانا موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو امام مان لینے مین تو کوئی ہرج نہین ہے بلکہ نہایت مستحسن امر ہے اور مین تو کہتا ہون کہ تم اور ون کو بھی اپنے ساتھ ملالو جہانتک ہوسکے کوشش کرو لیکن مجھے زبردستی سے بیعت کے لئے نہ کہو۔ مین نے کہا کہ یہ تو وہ قصہ ہے خود را فضیحت و دیگران را نصیحت خیر مجھے تو یہی پوچھنا تھا کہ مرزا صاحب کو کیون امام نہ مانا جاوے جبکہ زمانہ پکار پکار کر انکی ضرورت کو تسلیم کررہا ہے۔ مولانا موصوف نے کہا کہ مرزا صاحب کو امام مان لو بہت اچھی بات ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مرزا صاحب کی بیعت کرنے والے عوام الناس کی نسبت شریعت کی بہت عزت کرتے ہین لیکن ہان لوگ کہتے ہین کہ وہ نبی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہین جو کسی طرح صحیح نہین ہے۔ جسپر مینے کہا کہ مرزا صاحب کا مین ایک شعر سناتا ہون اس سے آپ نتیجہ نکال لیناکہ انکا کیا دعویٰ ہے اور لوگون کے کہنے کا کیا ہے وہ تو کہتے ہین کہ خدا کی عورت اور لڑکے لڑکیان بھی ہین ہمین سے ہم خدا کو تو نہین چھوڑ سکتے سو سنئے شعر یہ ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہان ملہمستم و ز خدا وند منذرم

اسپر مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس طرح تو انکا دعوے ٹھیک ہے۔ اور اسکے ماننے مین کوئی ہرج نہین ہے مینے پوچھا کہ آپ مسیح علیہ السلام کی حیات کے بارہ مین کیا کہتے ہین تو آپنے فرمایا وہ فوت ہوگئے۔ اور دلیل آیت فلما توفیتنی کنت دیتے کیونکہ اسمین حضرت عیسیٰ کہتے ہین کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی انکا نگہبان تھا پس اگر ہم انہین زندہ مانین تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ اب اپنی امت کے رقیب ہون حالانکہ وہ اسکی نفی کرتے ہین پس قرآن مجید مین تو یہی لکھا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہوگیا۔ اسپر مینے پوچھا کہ علماء تو اسوقت کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین تو آپنے فرمایا کہ وہ بے وقوف ہین عالم نہین ہین۔ مینے پوچھا کہ متقدمین مین سے بھی تو اکثر علماء حیات کے قائل رہے ہین آپنے فرمایا ہان یہ سچ ہے۔ لیکن اس مین ان کا کوئی قصور نہین۔ قرآن مجید ایک بحر بے کنار ہے جسکی بہت سی باتین آیندہ جاکر کھلین گی لیکن اسوقت وفات مسیح کا مسئلہ تو صاف ہوگیا۔ اب جو انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے۔ اور یہہ سب جھوٹے ہین [1]

مولوی صاحب۔ اس قصہ کو چھوڑو وہ تو نیچری ہے اسکا کیا اعتبار ہے مجھے اسکے کہنے سے کیا وہ کچھ کہے۔

اتنے مین گاڑی آگئی اور مین اور مولویصاحب اور میرے ایک اور دوست تینون اکٹھے ہی بیٹھ گئے اور سلسلہ کلام پھر شروع ہوا۔

احمدی۔ اچھا مولوی جی وہ تو نیچری ہوئے اسلئے انکا اعتبار نہین پھر آپ تو بتائیے کہ آپ مرزا صاحب کو کیون نہین مانتے۔

مولوی صاحب۔ وہ تو سراسر جھوٹا ہے پھر مین کیون مانون۔

احمدی۔ مولوی صاحب قرآن مجید مین سے کوئی ایسا طریق بتائیے کہ ہم صادق اور کاذب مین فرق کرسکین اور یہ آپ کی مہربانی ہوگی کیونکہ ہم انگریزی پڑھے ہوئے ہین ہمین اتنی سمجھ کہان کہ اسمین سے کوئی اصول نکال لین۔ اور مینے یہ سوال مولوی شبلی سے بھی پوچھا تھا تو انہون نے کہا تھا کہ ایسا کوئی اصول نہین اور بھلا یہ ایمان نہین کہ قول الفصل مین کوئی ایسا اصول نہ ہو۔

مولوی صاحب۔ دیکھو نجاشی کے پاس جب ابوسفیان نے جاکر مسلمانون کو وہان سے نکلوانا چاہا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی بابت پوچھا کہ کیا وہ جھوٹ بھی بولا کرتا ہے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ نہین تو نجاشی نے کہا کہ پھر وہ سچا ہے اور ہم اسپر ایمان لائے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین بھی یہ موجود ہے۔ جیسے کہ فرمایا ولقد لبثت فیکم عمرا دیکھو میری سچائی کی یہ دلیل ہے کہ مین تم مین کتنی عمر بسر کرچکا ہون یعنی میری پہلی زندگی کا چال چلن میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے اور یہ نہایت اعلےٰ اصول ہے *

احمدی۔ سبحان اللہ کیا پاک اصول ہے اور میرا اس اصول پر ایمان ہے۔ مگر مولوی صاحب کہین آپ پھسل نہ جانا۔

مولویصاحب۔ ہان اس اصول کو بسرو چشم قبول کرتا ہون اور کسی شخص کے صادق یا کاذب ٹھیرائے گئے لئے یہ کافی معیار ہے۔

احمدی۔ مولویصاحب آپ تو مرزا صاحب کو مان ہی لیجئے۔

مولویصاحب۔ کیون

احمدی۔ مولانا آپنے اشاعۃ السنۃ مین مرزا صاحب کی بابت لکھا تھا کہ ہم اس مرزا صاحب کے حالات سے بہت واقف ہین اور وہ شخص سلف ہے۔ چونکہ اسبات کو آپنے مرزا صاحب کے حق مین اسوقت کہا جبکہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھی ہے اور جسوقت آپ کی عمر غالباً ۴۵ برس کے قریب تھی اور یہ عمر رسول اللہؐ کی اس عمر کے قریب ہے جبکہ آپ نے دعوے کیا اور دونون مین سے آنحضرت صلعم کیلئے۔ تو اسوقت ابوسفیان نے

---

* یہہ سوال و جواب نجاشی کے ساتھ نہین ہوئے بلکہ ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ محمد اپنے دعوے سے پہلے جھوٹ کا عادی تھا یا نہین۔ جسکے جواب مین ابوسفیان نے کہا کہ اس شخص کو ہم ہمیشہ راست گو اور سچا یقین کرتے تھے۔ شاید مولویصاحب جلدی مین بھول گئے ہون۔ منہ

[1] جسوقت یہ تمام کلام ہوئی تھی اسوقت مولانا قاری شاہ سلیمان بھی موجود تھے انہون نے بھی اسکی تردید نہین کی تھی گویا الخاموشی نیم رضا۔ اور ہمارے مخالفون مین سے بھی چار او شخص موجود تھے اور بابو عبد الرحمان احمدی بھی تھے۔ منہ

لہاذا ہم اسے راست باز یقین کرتے تھے اور
اب اس کے بعد مرزا احمد کے لئے آپنے وہی گواہی
دیدی اور آپ خود رسول اللہؐ کو اسوجہ سے راستباز
مان گئے اور ان کے نبی ہونے کے دعوے کو تسلیم کر لیا
اسی طرح اب اس کے بعد احمد کو بھی مانلو وہ
آپ کی ہی گواہی کے بموجب راست باز ہے۔
اور قرآن مجید کے اصول مقررہ سے بھی انکی تصدیق
ہو گئی۔ پھر اب بھی نہ مانو تو پرلے درجہ کی بے
ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی صاحب۔ ہم نے یہ بات اسوقت
امکانی طور پر لکھی تھی کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے ممکن
ہے سچ ہو۔

احمدی۔ آپ کے پاس اب کونسی یقینی دلیل
انکی تکذیب کے لئے ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ
آپ اسوقت کیوں اصل بات پر پانی پھیرنے کی
کوشش [illegible] کہ حضرت اقدس دہلی
[illegible] آپ سے
[illegible] کے متعلق گفتگو
[illegible] تب تو مرزا صاحب
اچھے [illegible] نہیں۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ
ہم نے [illegible] لکھا تھا امکانی طور پر لکھا
تھا [illegible] غلط بیانی کی ہے
[illegible] اشاعۃ السنۃ کے
[illegible] گفتگو [illegible] آپ نے ایڈیٹر
الحکم [illegible] آپ مرزا صاحب
[illegible] اور نہ امکانی طور پر
[illegible]

مولوی صاحب۔ تب تو مرزا صاحب ایسے ہی
تھے لیکن اب [illegible]

احمدی۔ لیجئے مولوی صاحب آپ پر ڈگری ہو گئی۔
اور الحمد للہ کہ آخر ابو سفیان کی طرح آپ کے منہ سے
وہ لفظ نکل آیا جس پر عمارت دعوے مبنی ہے
[illegible] کوئی عذر ہے۔

مولوی صاحب۔ میں تو کہتا ہوں کہ اب وہ جھوٹا ہے۔

احمدی۔ اس دعوے میں آپ جھوٹے ہیں کیونکہ
قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ پہلے راست باز تھا تو اب
بھی ہے اگر پہلے کاذب تھا تو اب بھی ہے۔ جیسے کہ
قرآن مجید میں آیا ہے کہ دیکھو میں نے تم میں اتنی عمر بسر
کی ہے یا گزر چکا ہوں گویا رسول مقبولؐ اپنی پہلی عمر
کو آئندہ کی زندگی کے لئے بطور گواہ پیش کرتے ہیں
مگر آپ اب کہتے ہو کہ مانا کہ پہلے وہ راست باز تھے
لیکن اب کاذب ہیں استغفر اللہ۔ استغفر اللہ
استغفر اللہ۔ مولوی صاحب! یہاں پر تو لبثت
ماضی کا صیغہ ہے نہ مضارع۔ ماضی سے مستقبل کی
تصدیق کی گئی ہے۔ پس چونکہ آپ خود قائل ہیں کہ
مرزا صاحب پہلے تو راست باز تھے۔ اسلئے اب بھی
مان لیجئے کہ وہ خدا پر افترا نہیں کرتے۔

مولوی صاحب۔ کیا جو شخص چالیس برس تک
راست باز رہے پھر وہ کاذب نہیں ہو سکتا ہے۔

احمدی۔ آپکے خیال میں ایسا ہو تو ہو میرا تو یہ یقین
نہیں کیونکہ اللہ تعالے جو علیم کل ہے وہ یہ خبر دیتا ہے
کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر یہ ممکن ہے تو پھر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ولقد لبثت فیکم عمرا۔
کوئی دلیل نہ ہوئی معاذ اللہ۔ خدا کی پناہ اولیاء
الرحمان کی دشمنی کیسی بری ہے کہ خدا اور اس کے
رسول پر بھی بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔ مولوی صاحب
سوائے تسلیم کے ہمیں تو کوئی چارہ نہیں کیونکہ
مسلمان کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ قرآن مجید سے اسکی
تصدیق ہے لہذا اسے تسلیم کر لیا۔ اب آپ مانیں یا نہ
مانیں۔ ورنہ اصول مقررہ سے تو یہ ثابت ہو گیا ہے
کہ وہ صادق ہے۔ اور آگے قرآن مجید کا حکم موجود
ہے کونوا مع الصادقین۔ جو نہ مانیں انکی
نسبت آپ ہی مفتی ہیں۔

مولوی صاحب۔ میں نے ایسی ایسی بحثیں اشاعۃ السنۃ
میں درج کر دی ہیں وہاں سے دیکھ لینا اب مجھے وظیفہ
کرنے دو تم تو مانتے ہی نہیں جو کچھ اس کی کتابوں
میں پڑھا ہے وہی کہتے جاتے ہو۔

احمدی۔ اشاعۃ السنۃ کی بجائے اسوقت آپ جو
ہیں آپ سے ہی تصفیہ ہو جانا چاہئے تو بہتر ہے باقی ہم آپکی
بات کو قرآن مجید کے مقابل کو دیکھ کر کہاں ... اور وظیفہ
پھر کر لینا اسوقت ایک شخص کو جو آپ کے خیال کے
موافق گمراہ ہو گیا ہے سیدھا کر لو۔

مولوی صاحب۔ میں تو مرزا صاحب کو مفتری
ہی جانتا ہوں۔ تم جاؤ تمہارا کام جانے۔

احمدی۔ یہ تو وہی بات ہوئی جو کہا کرتے ہیں
ساری رات زلیخا پڑھتے رہے اور صبح کو اٹھ کے
تو پوچھنے لگے زلیخا کون تھا۔
میں تو دلیل مانگتا ہوں اور مولوی صاحب باوجود
اپنے ہی مقرر کردہ اصول سے جھوٹا ہونے پر پھر
جھوٹا جھوٹا کئے جاتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ بس چپ رہو زیادہ کلام نکرو
میں نے اشاعۃ السنۃ میں مرزا کی خوب خبر لی ہے اور
ثابت کر دیا ہے کہ وہ سراسر جھوٹا ہے۔

احمدی۔ ....
مولوی جی دعوی بلا دلیل کو کون مانتا ہے کوئی دلیل
بیان فرمائیے۔

مولوی صاحب۔ دلیل کیا بتاؤں وہ تو سراسر
جھوٹا ہے۔ کوئی بات ہو جھٹ کہدیتا ہے ہماری براہین
میں درج ہے حالانکہ وہاں نہیں ہوتا۔ اس سے بڑھکر
دلیل کیا بتاؤں۔

احمدی۔ میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میں نے براہین
پڑھی بھی نہیں۔ ورنہ ابھی ترکی تمام کر دیتا۔ خیر آپ منجملہ
تمام افتراؤں کے ایک افترا پیش کیجئے تاکہ دیکھیں کہ
آپ سچے ہیں یا مرزا صاحب سچے ہیں۔

مولوی صاحب۔ ایک کا ذکر کیا سب ہی افترا ہے۔

احمدی۔ معلوم ہوا کہ آپ فیصلہ کرنا ہی نہیں چاہتے
خواہ مخواہ دل آزاری کرتے ہو۔ خیر میں بھی اب
رخ بدلتا ہوں۔ مانا کہ بقول آپ کے مرزا صاحب سراسر
مفتری ہیں۔ مگر آپ اسبات کے فیصلہ کیلئے کوئی قرآن
مجید سے اصول بیان فرمائیے تا ہم کو بھی حق حاصل
ہو کہ اسکی تصدیق کریں یا تکذیب۔

مولوی صاحب۔ ایک اصول کو تو سمجھ لو پھر اور
پوچھنا۔

احمدی۔ میں خوب سمجھا ہوا ہوں اب دوسرے
کی خواہش ہے۔

مولوی صاحب۔ نہیں اسکو یاد رکھو۔

احمدی۔ تو لو میں خود ہی بتاتا ہوں قرآن مجید میں
رسول اللہؐ کی نسبت آیا ہے کہ اگر وہ خدا پر ایک بھی
افترا کرتا تو ہم اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور رگ جان
کاٹ دیتے۔ مجھے اسوقت قرآن کے الفاظ تو یاد
نہیں ہیں۔

مولوی صاحب۔ میں بتاتا ہوں لو تقول....

احمدی۔ بس مولوی صاحب مجھے یاد آ گئے ولو
تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ
بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فما منکم
من احد عنہ حاجزین۔ (سورہ الحاقہ)
پس بموجب اس دلیل کے ضروری ہے کہ مفتری جو
اللہ تعالے پر بہتان باندھتا ہو جلد پکڑا جاوے
اور ہلاک کیا جاوے تا یہ دلیل قائم رہے لیکن مرزا صاحب
تو ۲۰ برس سے زیادہ عرصہ سے دعوے الہام کرتے
ہیں۔ پس وہ صادق ہیں۔

مولوی صاحب۔ میں تو پہلے کہہ چکا ہوں کہ تم
وہی کہو گے جو تمہیں اس نے پڑھایا ہے مگر خود کچھ
بھی غور نہیں کرتے ہو۔ یہ آیت تو خاص محمدؐ کے
لئے ہی ہے۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی
میرا دوست ہو تو میں اسے کہوں کہ اگر تم نے مجھ پر
بہتان باندھا تو میں تم کو تو ضرور سزا ہی دوں گا کیونکہ
تم دوست ہو کر ایسا کرو تو بڑے ظلم کی بات ہے۔
گویا رسول مقبولؐ کو خاص طور پر اس آیت میں مخاطب
کیا گیا ہے کیونکہ آپ محبوب الہی ہیں۔

احمدی۔ آپنے مثال تو خوب بیان فرمائی مگر آپکی مثال
سے یہ ٹپک رہا ہے کہ جو شخص محبوب الہی ہو اگر وہ جھوٹ
بولے تو پکڑا جاتا ہے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے محبوب الہی
ہو اللہ پر ہی افترا یہ تو ہے ہی ناممکن۔ بات یہ ہے
کہ اگر کوئی شخص مفتری ہو اور لوگوں کو دھوکہ دے
کہ وہ خدا کی طرف سے ہے تو غیرت الہی اس مفتری کو پکڑ لیتی ہے
اور جلد خاتمہ کر دیتی ہے اور لو تقول .... الخ سے یہی
مراد ہے۔ ورنہ وہ دلیل ہی کوئی نہیں۔ اور نہ اس آیت
کو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدیق دعویٰ
میں پیش کر سکتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ آیت لو تقول علینا خاص
رسول اللہ کے لئے ہی ہے۔ پھر دوسری اس آیت کا مصداق
نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول تو مخاطب ہی آپ کی ذات
ہے۔ دوم اگر اس کو عام کہا جاوے تو یہ واقعہ کے
خلاف ہے۔ کیونکہ بہت سے مفتری ایسے گذرے ہیں
جو ۲۳ برس سے زیادہ زندہ رہے ہیں۔

احمدی۔ مولوی صاحب آپکی دلیل اول تو غلط محض
ہے کیونکہ پہلا معیار جو آپنے فرمایا تھا اسکی مخاطب
بھی تو آپ کی ذات بابرکت ہی تھی۔ لیکن تم نے آپ
خود صادق اور کاذب کے پرکھنے کا معیار قرار دے
چکے ہیں پس ثابت ہوا کہ گو مخاطب رسول اللہ ہی
ہیں مگر اصول عام ہے۔ اور اسلئے آپکے دعوے کی
تصدیق اس سے ہوتی ہے ورنہ خاص دلیل تو حجت
نہیں ہو سکتی فرض کیجئے آپ کہیں کہ میں سچا ہوں
دلیل یہ ہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر بجلی
پڑے اور یہ دلیل خاص میرے لئے ہے تو میں
کہونگا کہ میں کیونکر اسکا یقین کروں۔ دو باتیں
ہونی چاہئیں۔ اول یہ کہ یہ دلیل عام ہو یعنی جو جھوٹ
بولے وہ بجلی سے ہلاک کیا جاوے تا آپکا بجلی کر
محفوظ رہنا میرے لئے حجت ہو یا یہ ہو کہ آپ نے
کبھی جھوٹ بولا ہوا اور میرے سامنے آپ پر بجلی پڑی
ہو تب میں یہ قیاس کروں کہ واقعی آپکے ساتھ یہ
حالت ہے یعنی آپ اسوقت راستی پر ہیں کیونکہ اگر
ناراستی پر ہوتے تو ابھی پہلے کی طرح آپ پر بجلی پڑتی
کیونکہ تجربتہً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپکے ساتھ اللہ
تعالے کا معاملہ اسی طرح پر ہے۔ پس اسی طرح اب
اس دلیل لو تقول کو ثابت کرنا ہوگا اور یاد رہے
کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہؐ نے کبھی خدا پر بات
بنائی اور اس پر عذاب نازل ہوا۔ لہذا یہ دلیل خاص
کا تو فیصلہ ہوا ہاں دوسری صورت یعنی اس دلیل
کی عمومیت ماننی پڑی۔ اور کہنا پڑا کہ واقعی اگر کوئی
شخص بھی خدا پر افترا کرے تو وہ پکڑا جاوے
اور ہلاک ہو۔ اور جو شخص ماموریت و ملہم من اللہ ہونے
کا مدعی ہو اور وہ ہلاک نہ ہو۔ اور اسکے دعوے
الہام کو رسول اللہؐ کے زمانہ نبوت سے زیادہ
زمانہ گذر جاوے تو وہ شخص راست باز ہے۔ پس
اب آپ بتائیے کہ آپ کس بات کو مانتے ہیں اگر دلیل
خاص ہے تو دوسروں کے لئے کیسے حجت ہے اگر
دلیل عام ہے تو مرزا صاحب سچے نکلے اور انکو نہیں
ماننا ہی پڑے گا۔

مولوی صاحب - یہ دلیل ہے ... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل نہ ہونا آپکی صداقت پر مہر ہے

احمدی - اسوقت مرزا صاحب کو بقول آپکے جہوٹے دعوے کرتے ہوئے ۲۵ برس ہو گئے مگر وہ تو پکڑے نہ گئے - اور نہ قتل ہوئے - پہر رسول اللہ کو کیون آپ نے سچا مان لیا جس طرح یہ باوجود مفتری ہونے کے بچ رہے - اسی طرح وہان بہی قیاس کر لو (استغفر اللہ - خداوندا تو معاف کیجیو) مولوی صاحب یاد رکہئے کہ یہ دلیل عام ہے اور ناممکن ہے کہ مفتری ۲۳ - برس سے زیادہ برابر مہلت پائے - کیونکہ اسی سے اس ہادی برحق محمد مصطفےٰ ؐ کی توہین ہوتی ہے اور خدا کی غیرت یہ تقاضا نہین کرتی کہ اس کے پیارے کی کسی طرح بہی ہتک ہو -

دیکہئے ایک طرف تو آپ کہتے ہین کہ رسول اللہ ؐ اگر ایک بہی افترا کرتے تو پکڑے جاتے - دوسری طرف آپ کہتے ہین کہ مرزا صاحب کا سارا سلسلہ ہی افترا ہی ہے مگر ان سے کچہہ نہین کہا جاتا کیا یہ آنحضرت کی بے ادبی نہین ؟ ضرور ہے بس مین تو اسی کو ہی نہین مانتا - کیا آنحضرت سے خاص بغض ہے کہ وہ تو ایک ہی افترا کرین تو پکڑے جائین اور دوسرے دن رات افترا کرین مگر انہین ... نہ جاوے - کیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ جو دن رات افترا کرتے ہین خدا کے ... نہین کیونکہ ... نہین جاتے ورنہ کیون خدا ان سے ایسا ... کا سلوک کرتا (معاذ اللہ)

مولوی صاحب حقیقت تو یہ ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرتا ہے پکڑا جاتا ہے اور آنحضرت کا ۲۳ برس تک زندہ رہنا اور مقتول نہ ہونا ایک معیار ہے جس سے ہم ہر ایک مدعی الہام کو پرکہ سکتے ہین - اور مرزا صاحب کی صادق ہونے پہ یہ ایک بڑی مہر ہے

مولوی صاحب - تم فضول بہت بولتے ہو جس سے کوئی فائدہ نہین ہے - اب چپ رہو رسالہ قطع الوتین پڑہ لینا اسمین یہہ ساری بحث ہے اور اسمین کئی ایک مفتریون کا ذکر ہے جنہون نے بڑی طری لمبی مہلت پائی ہے -

احمدی - مولوی صاحب اگر آپ چپ رہتے تو بہتر تہا خیر اب آپنے قطع الوتین کا ذکر کیا ہے تو اب مین کب چپ رہ سکتا ہون - اول تو اس کا مصنف حافظ محمد یوسف ہے جو بالکل ناقابل اعتبار شخص ہے - مین اس کے ذاتی حالات سے خوب واقف ہون اور آپ کو بہی معلوم ہے کہ جب وہ شملے انجمن حمایت نو مسلمان امرتسر کے لئے چندہ اکٹہا کرنے گئے تہے تو مین بہی ان کے ساتہہ ہو گیا تہا - اور انہین کے ساتہہ رہتا تہا - خیر مجہے انکے ذاتی معاملات سے کیا غرض مین آپکی قطع الوتین کا ذکر ہی سناتا ہون اول تو اس کتاب مین قرآن مجید کی نص صریح کا مقابلہ کیا گیا ہے جو مومن کی شان سے بعید ہے دوم اسمین بالکل جہوٹ سے کام لیا گیا ہے اور ایسا ہونا ضروری تہا کیونکہ قرآن مجید کے مخالف ہون اور پہر راستی پر بہی ہون ایک امر محال ہے دیکہئے اس مین اکبر کو بہی مفتری کہا ہے - حالانکہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے کب اس نے دعوے کیا کہ مین خدا کا فرستادہ ہون اور مجہے یہ الہام ہوا ہے

مولوی صاحب - اسنے دین الٰہی جو نکالا تہا -

احمدی یہہ واقعہ غلط ہے کیونکہ جب شاہ ایران نے اکبر کیطرف خط لکہا کہ تم نے کوئی نیا دین تراشا ہے پس اگر یہہ سچ ہے تو ہماری تمہاری اب کوئی صلح نہین - جسکے جواب مین اکبر کیطرف سے فیضی نے یہ قطعہ لکہا -

قیل ان اللہ ذو ولد
قیل ان الرسول قد کہنا
ما نجی اللہ والرسول معا
من لسان الوری فکیف انا

یعنی لوگ تو کہتے ہین کہ خدا صاحب اولاد ہے اور ... کے رسول کو ... یا ... ہے ... جب کہ اللہ اور رسول دونون ہی خلقت کی زبان سے ... نہین بچ سکے تو اگر مجہہ پر یہ الزام لگایا گیا تو کونسی نئی بات ہے -

مولوی صاحب - ... قطع الوتین کی ... !!

مولوی صاحب - دیکہو حسن بن صباح نے بہی تو ملہم من اللہ ہونے کا دعوی کیا اور جنت دوزخ بنائی اور بڑا اپنا دین پہیلایا پہر وہ کیون مہلت پا گیا -

احمدی - مولوی صاحب مومن کی یہ شان نہین کہ وہ قرآن مجید کے خلاف خواہ مخواہ یہودیون اور عیسائیون کی طرح قصے کہانیان گہڑے - مین کہتا ہون کہ حسن بن صباح اپنے دعوے پر قائم نہین رہا ورنہ آپ اسکی لائف مین بتائیے کہ وہ اپنے دعوے پر ہی قائم رہا ہو - مینے وہ سارا ناول پڑہا ہے لیکن اس بچارے نے تو کہین نام ہی نہین لیا کہ مجہے الہام ہوتا ہے مگر اب آپ اسے خواہ مخواہ ملہم من اللہ بتاتے ہین - کیا ملہم اسی ہی کہتے ہین کہ جہاز ڈوبنے لگا تو ایک دفعہ بات بنالی کہ مجہے خدا نے کہا کہ یہ جہاز نہین ڈوبے گا اور پہر سب سلسلہ مخفی رکہا اور ظاہرا نام بہی نہ لیا کہ مجہے بہی الہام ہوتا ہے - اور پہر وہ ناول ایک ناولسٹ کا بیان ہے جس مین ہزار ... طرح کی ملاوٹیں ہین - اور پہر اس ناول مین بہی تو کہین ذکر نہین کہ اسنے پہر بہی کبہی کہا ہو کہ مجہے الہام ہوتا ہے جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ خود اس دعوے سے دستکش تہا - اور اسکی تعلیم مین یہ ضروری تہی کہ اسے ملہم من اللہ مانا جاوے اور یہ عجیب الہامی ہے کہ ماننے نہ ماننے کی ضرورت ہی نہین -

مولوی صاحب - بس اب ... وظیفہ ... یہ بحث ... ہو تو میرا اشاعۃ السنہ پڑہا کرو -

احمدی - مولوی صاحب وظیفہ پہر پڑہ ہو جاویگا پہلے یہ بات تو فیصلہ کر لو - اب تو امرتسر کا سٹیشن بہی قریب ہے پہر آپ اکیلے بیٹہے وظیفہ پڑہتے رہنا -

مولوی صاحب - تم اشاعۃ السنہ منگوا کر پڑہا کرو -

احمدی - اچہا تو آپ میرے نام جاری کر دیں مین پڑہکر جواب بہی لکہہ دیا کرون گا کیونکہ جو کچہہ آپ نے اب کہا ہے وہی اوسمین ہوگا -

مولوی صاحب - مین تین روپے کا وی پی تمہارے نام کر دون گا -

احمدی - اشاعت السنہ کی قیمت بہت ہے مین اسکی بجائے کسی کے نام ریویو آف ریلیجنز ہی کیون نہ جاری کرا دون گا جس سے فائدہ بہی ہو - ہان اگر آپ نصف قیمت پر دینا چاہین تو میرے نام جاری کر دین مگر قیمت چہہ مہینہ بعد دونگا -

مولوی صاحب - مجہے مرزائیون کا اعتبار نہین فلان مرزائی میری قیمت مار کر لیگیا تہا حکیم نور الدین کی معرفت مشکل سے ملی تہی - اور یہ سارا معاملہ مرزا صاحب کی برکت ہے -

احمدی - مولوی صاحب خدا سے ڈرنا اچہا ہے اور خدا کے بندون پہ بدظنی اچہی نہین - کہئے مرزا صاحب کے مریدون کے علاوہ تو کبہی کسی نے آپکا نقصان نہین کیا -

مولوی صاحب - سب مار کر لے گئے -

احمدی - مولوی صاحب خدا کے بندے اور محمد کے پیرو آپکے روپیہ مار کر لیگئے - !!! مجہے تو بڑا افسوس ہے کیا آپ کو خدا اور اسکے رسول پر تو کوئی اعتراض نہین -

مولوی صاحب - تم شریر ہو چپ ہو مجہے وظیفہ کرنے دو -

احمدی - وظیفہ کس کام آئیگا جبکہ امام الوقت کو تسلیم نہین کیا - خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے بہی کبہی وظیفے وغیرہ کام آتے ہین - بہتر ہے آپ مرزا صاحب کو مان لین -

مولوی صاحب (خاموش ہین گویا سوئے ہوئے ہین مین بلا رہا ہون نہین بولتے -)

اب امرتسر کا سٹیشن قریب آ گیا ہے مین نے مولوی صاحب کو خدا ہلایا اور کہا کہ اب ہم آپ سے علیحدہ ہونے لگے ہین ... رسالہ آپ میرے نام جاری کر دینا -

مولوی صاحب - بہت اچہا -

میرا ہمراہی - مولوی صاحب یہ تو آپکے پیچہے پڑ گیا ہے آپ چپ کر کے وظیفہ کرتے جائے -

احمدی - بس اب تو سٹیشن آ ہی گیا اب کیا ہے - ایلو مولوی صاحب السلام علیکم -

الراقم عمر الدین احمدی از شملہ ۲۰ فروری ۱۹۰۷

(نوٹ) مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اگر وہ کچہہ ...

* جس زمانہ کا یہ حافظ صاحب کا ... قصہ ہے ... مسجد مین ٹہیرے ہوئے تہے تو مین اپنے آپکو انجمن کی خدمت کے لئے وقف کر چکا تہا اور انجمن ... تہا تب مولوی محمد حسین صاحب ... ان کے پاس آیا کرتے تہے - اور انہین دنون ... حضرت اقدس کا اشتہار انعامی پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب رجسٹری شدہ میرے سامنے آیا اور اس وقت مولوی محمد حسین بہی موجود تہے اور ایک اور شخص تہا جسکا نام مجہے معلوم نہین - اور اسوقت وہ اشتہار پڑہا گیا جو سنکر مولوی صاحب اور حافظ صاحب ... لگ گئے - اور پہر حافظ صاحب اور مولوی محمد حسین اور وہی تیسرا شخص ملکر اس اشتہار کے جواب کی فکر مین پڑے رہے - اور ... ہر مشورے مین ساتہہ ہی ہوتا تہا - جو جو کارروائیان ہوئین وہ مجہے ہی معلوم ہین سب کو یکجا لکہون تو بہت لمبا مضمون ہو جاوے اسلئے ایک ہی بات لکہتا ہون تا مولوی صاحب اور حافظ صاحب کی چالاکی اندرونی سے آپ پر ظاہر ہو جاوے اسکے جواب مین ایک اشتہار کا مضمون اس تیسرے شخص نے حافظ صاحب کے اشارے سے بنایا جسکا مطلب یہ تہا کہ مرزا صاحب کی اب مالی حالت اچہی ہو گئی ہے اسلئے وہ اسطرح پر انعامی اشتہار دیتے ہین لیکن مین یہ جواب دیتا ہون کہ وہ مجہہ سے امرتسر مین ندوۃ العلماء کے جلسے مین آ کر اسی بات پر بحث کرین کہ مفتری کو مہلت ملتی ہے یا نہین (مرزا صاحب کا نہ اشتہار تہا کہ مفتری کو زیادہ مہلت نہین ملتی) پس اگر مین نے ثابت کر دیا کہ واقعی مفتری کو مہلت مل جاتی ہے تو مرزا صاحب میری ... بیعت کر لین - اس مضمون کو مینے اپنے الفاظ مین ادا کیا ہے اور جہانتک مجہے یاد ہے یہی الفاظ تہے گو عبارت آرائی زیادہ تہی اور اس اشتہار کو مولوی صاحب نے بہی پسند فرمایا تہا اور اس تیسرے شخص نے اس اشتہار پر یہ کہا کہ اسکے فقرے مرزا صاحب کو خوب چبہین گے اور دوسرے اسنے بحث تو اب کرنی ہی نہین پس ہم ہی فتحیاب ہونگے - جسپر مولوی صاحب اور حافظ صاحب خوب راضی ہوئے اور حافظ صاحب نے خوشی خوشی وہ اشتہار امرتسر مین چہپنے کو بہیجا مین ان دنون حضرت اقدس کا بیعت نہ تہا اس واقعہ سے ایک قسم کی تلاش لگ گئی اور آخر خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجہے امام الوقت کی پہچان بخشی اور مین حافظ صاحب کی فتح پر جو شکست سے بہی بدتر ہے ہزار دفعہ لعنت ...

استفسار اور اونکے جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بہائی کو بیجا نہ کی تہمت کیون لگائی .... مفصل جواب عنایت ہو

جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی تہمت نہین لگائی اللہ تعالےٰ حضرت یوسف کو صدیق (بڑا سچا) کا خطاب دیتا ہے کیا بڑے سچے بہی کسیکو جہوٹی تہمت لگاتے ہین۔ جیسے فرمایا یوسف ایہا الصدیق سورہ یوسف رکوع ۶ -

قرآن کریم کی تفسیر کرتے کے وقت انسانکو چاہیئے کہ جس قسم کے لوگون کا ذکر قرآن مجید مین پڑہے اوسی پایہ کے لوگون کی رسم و رواج و عادات کو پیش نظر رکہے مثلاً اگر ذکر کسی امیر کا ہے جیسے کہ یہان ہے تو اوسوقت امرا کا طرز معاشرت ملحوظ رکہے۔ آپ لوگون کے سامنے تحصیلدار اور منصف ہین جو بڑے اعلےٰ امرا مین بہی داخل نہین مگر کیا وہ اپنے برتن آپ سنبہاتے پہرتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ یہ اونکے باورچی یا دوسرے نوکرون کا کام ہے۔ چہ جائیکہ یوسف علیہ السلام جو محکمہ مال کے وزیر اعظم تہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بہائیون کی روانگی کے وقت انکے رخصت کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے حقیقی بہائی کے پاس جو انکو بہت پیارا تہا۔ وقفہ کیا وہان پانی پیا اور پیالہ حسب عادت امرا وہین رکہہ دیا نوکر اوٹہانا یاد نہ رہا۔ اور مزدورون نے اسباب مین ہی باندہ دیا اسیطرح اسباب مین بندہ گیا۔ جب داروغہ سامان سرکاری نے اتفاقاً سامان کو دیکہا تو پیالہ موجود نہ تہا۔ انہون نے چونکہ وہان پانی پلایا تہا اور وہان سے پیالہ کا واپس جانا ثابت نہ ہوا تو انکو یقین ہوگیا کہ ان لوگون نے ہی چرا لیا۔ اسیواسطے انہون نے یقینی طور پر کہدیا کہ بے شک تم لوگ چور ہو۔ حضرت یوسف کے بہائی چونکہ اس معاملہ مین فی الواقعہ راستی پر تہے انہون نے چور کی سزا بڑی جرأت کے ساتہہ بیان کردی اور منظور کرلی جسکا خمیازہ بالآخر انکو بہگتنا پڑا۔ پس تمام واقعہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے جو علام الغیوب ہے اور کسی راستباز کو ہدف طعن رکہنا پسند نہین کرتا فرماتا ہے کذالک کدنا لیوسف یہ ہماری تدابیر تہے یوسف کے فائدہ کے لئے کی تہین۔

کیونکہ یوسف علیہ السلام کو خاندان نبوت سے جدا ہوئے مدت گذر چکی تہی اور اسرار و معارفت ونکات نبوت و دیگر ضروریات سے آگاہ ہونا ایک دور روز کا کام نہ تہا اس لئے ہم نے اس تدبیر سے یوسف کے فائدہ کے لئے اسکا بہائی اس کے پاس رکہلیا۔ بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہی کوشش کی تہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکا بہائی تخلیہ مین ملسکے چنانچہ انہون نے کہا تہا کہ الگ الگ دروازون سے داخل ہونا ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے بہی اس جگہ اشارہ فرمایا

مَاكَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا پ۱۳

یعنے ابواب متفرقہ مین سے داخل ہونے مین اور تو کوئی فائدہ نہ تہا صرف حضرت یعقوب کے دلمین ایک خواہش تہی جسکو اوسنے پورا کرنا چاہا تہا۔ ہان یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب کو کب اور کس طرح علم تہا کہ یوسف زندہ ہے یا وہان تقسیم غلہ مین دخیل ہین سو اس کا جواب یہ ہے کہ انکو بوحی الٰہی علم تہا۔ اور یقینی علم تہا۔

الف۔ اسی آیت کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا وانہ لذو علم لما علمناہ یعنے ہم نے یعقوب علیہ السلام کو یوسف کے مصر مین موجود ہونیکا بلکہ محکمہ تقسیم غلہ مین موجود ہونیکا علم دیدیا تہا۔

ب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو روز اول سے کبہی بہی شک نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو فی الواقعہ بہیڑیا نے کہالیا ہے۔

اول جب یوسف ؑ کے بہائیون نے باپ کو کہا کہ یوسف کو بہیڑیا کہا گیا تو انہون نے انا للہ تو نہین پڑہا بلکہ اس معاملہ مین اللہ تعالےٰ سے مدد مانگی اور فرمایا واللہ المستعان علےٰ ما تصفون سورہ یوسف رکوع ۲ یعنے تمہارے اس بہانہ بازی اور حیلہ سازی پر مین اللہ تعالےٰ سے مدد مانگتا ہون حالانکہ وہ نبی تہے اور قانون قدرت کو خوب جانتے تہے کہ کوئی مرکر اس جہان مین زندہ ہوکر نہین آتا پہر اوسکے زندہ کرکر واپس لانیکے مدد اللہ تعالےٰ سے مانگنا دعا مین اعتدا ہے جو شان انبیا کے خلاف ہے۔

دوسرا اسی آیت کے ماتحت حضرت یعقوب نے اپنے بیٹونکو انکے جواب مین کہا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا تمہارے نفس امارہ نے یہ بہانہ کرنا تمکو خوشنما کرکے دکہایا ہے۔

تیسرا یوسف ؑ کے بہائیون کے بیان سے بہی انکا جہوٹا ہونا ثابت ہوتا تہا جبکہ انہون نے کہا وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صادقین رکوع ۲ پ۱۲ یعنے تجہے تو ہماری بات پر اعتبار نہین آئیگا اگرچہ ہم سچے ہی ہون۔

چوتہا۔ خواب حضرت یوسف ؑ کا وہ شمس ...

اور اسکی سچائی پر یقین تہا اسلئے حضرت یوسف ؑ کو اظہار رؤیاء سے منع فرمایا کہ فرمایا کہ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ سورہ یوسف رکوع ۱ کہ ہلاک ہونے والے خدا سے دور خبیث روحین ہمیشہ راستبازانسان کے دشمن ہوا ہی کرتے ہین۔

پانچوان۔ جب حضرت یعقوب نے بیٹون سے حضرت یوسف کا خاص سلوک اور بہائی کے بلانے کا سخت تشدد دیکہا کہ ہمراہ نہ لانے کی سخت سزا سنی۔ تو انکو صاف پتہ لگ گیا کہ وہی مہتمم تقسیم غلہ ہے۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہین۔

فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون۔ یعنے اگر تم اس (بہائی) کو ہمراہ نہ لاؤ تو تمکو کچہہ بہی غلہ نہین ملیگا بلکہ تم میرے نزدیک بہی نہ آنا۔ اور اسکو اللہ تعالیٰ نے مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ کے ذریعہ یوسف ؑ کے بہائیون کی زبان پر مختصر الفاظ مین مکرر بیان فرمایا اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جو شخص اسقدر تاکید کر رہا ہے وہی یوسف ہے۔

چہٹا۔ جب بہائیون نے اپنے باپ سے یوسف ؑ کا بہائی مانگا تو انہون نے واپس لانے کی تاکید کی اگر حضرت یوسف کے قتل ہونیکا انکو شک ہوتا تو غفلت نکرنے کے تاکید کرتے جیسے پہلے ان کی غفلت سے یوسف قتل ہوگیا۔

ساتوان۔ وہ اسی موقع پر انکے وعدہ حفاظت پر فرماتے ہین۔ فاللہ خیر حافظا خدا تعالیٰ کی سابقہ حفاظت کو یاد کرکے اللہ تعالےٰ سے آیندہ اسکی بہی حفاظت مانگتے ہین۔

اٹہوان جب حضرت یوسف ؑ کے بہائی کو مصر مین چہوڑ کر باپ کے پاس جاکر انہون نے کہا کہ تیرے بیٹے نے چوری کی اسلئے حسب حکم شریعت دہر لیا گیا تو فرمایا کہ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجہے یوسف اور اس کا بہائی اور تیسرا جو مصر سے آیا ہی نہین تینون ملا دیگا۔

نوان۔ جب بیٹون نے یوسف علیہ السلام کا یاد کرنا ناپسند کیا اور باپ کو ملامت کیا تو حضرت یعقوب نے جواب مین کہا اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ پ۱۳ مین وحی الٰہی سے جو کچہہ جانتا ہون تمکو اسکی خبر نہین۔

دسوان۔ پہر بیٹون کو حکم دیا کہ اِذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ پ۱۳ یعنے جاؤ اور جاکر یوسف اور اسکے بہائی کی جستجو کرو۔

گیارہوان۔ جب بشیر نے قمیص حضرت یعقوب کے سامنے لا رکہی تو حضرت یعقوب نے فرمایا اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ پ۱۳ یعنے کیا مین تم کو نہین کہا کرتا تہا کہ جو کچہہ مجہے وحی الٰہی سے اس معاملہ کی خبر ہے تمکو نہین۔

غرض حضرت یعقوب کو بوحی الٰہی خوب یقینی علم ہوگیا تہا کہ وہان حضرت یوسف تقسیم غلہ کے مہتمم یا کم سے کم دخیل تو ضرور ہین۔ اب مین آپ کو وہ آیات مع ترجمہ بہی لکہہ دیتا ہون تاکہ آپکو واقعات کے سمجہنے مین زیادہ سہولت ہو۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ پ۱۳

ترجمہ۔ جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اس کے بہائی اپنے پاس رکہہ لیا یوسف ؑ نے اپنے بہائی کو اور اوسکو خبر بہی کردی کہ بے شک مین ہی تیرا بہائی ہون۔ سو تو غمگین نہ ہو ان کی گذشتہ کرتوتون سے۔ پہر جب تیار کروا رہا تہا انکا اسباب رکہدیا پیالہ (پانی پیکر) اپنے بہائی کے بوجہہ مین پہر (جب چلا گیا قافلہ) پکارا ایک پکارنے والے نے۔ اے قافلہ والو تم تو بے شک چور ہو۔ کہنے لگے انکے طرف منہ کرکر تمہاری کیا چیز گم ہوگئی۔ بولے ہم کو سرکاری پیالہ نہین ملتا۔ اور جو کوئی اوسے لا دے اوسکو بوجہہ (غلہ) ایک اونٹ کا (انعام) ملے گا۔ اور مین اسکا ضامن ہون کہنے لگے (یوسف ؑ کے بہائی) قسم اللہ کی تمکو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے کو نہین آئے (کیونکہ یہہ پہلے بہی ایکدفعہ آئے تہے) اس ملک مین اور نہ کبہی ہم چور تہے۔ بولے پہر کیا سزا ہے اسکی اگر تم جہوٹے ہو کہنے لگے۔ اسکی سزا یہ ہے کہ جسکے بوجہہ مین سے ملے وہی جائے اوسکے بدلے مین (چور مالکمال کے پاس فیصلہ ہے) ہم بہی سزا دیا کرتے ہین ایسے نقصان کرنے والون (چورون) کو

پہر شروع کی (تلاشی اوس موذن نے) اون کی خرجیون کی پہلے تلاشی یوسف کے بہائی کی سو پیچہے (تلاشی میں) نکالا (پیالہ) اوس (یوسف) کے بہائی کی خرجی میں - اسیطرح تدبیر کی ہمنے (اللہ تعالٰے نے) واسطے فائدہ یوسف کے - وہ ہرگز نہ لے سکتا تہا اپنے بہائی کو اوس بادشاہ کے قانون مین مگر اللہ تعالٰے نے جو چاہا (کر دیا) ہم جسکے درجے بلند کرنا چاہین کر دیتے ہین (جیسے اب یوسف علیہ السلام کا درجہ بلند کر دیا) اور ہر ایک علم والے پر ایک عظیم الشان علیم کی ذات ہے (وہ جو لائق رفع درجات کے ہو اوسی کے درجات بلند کرتا ہے)

اب اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بہی تہمت نہین لگائی اتفاقاً پیالہ گم ہوگیا اور اسوجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا بہائی انکے پاس رہ گیا دوسرا یہہ رہنا تو انکے لئے موجب عین راحت اور سرور کا تہا وہ بہائی کو مدت کے بعد ملے تہے اگر وہ جانتے کہ یہہ میرے رکہنے کے لئے تدبیر ہے تو وہ ہزار جان سے خود پیشکش کرتے -

تیسرا کسی آیت سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ حسب قانون حوالات یا جیلخانہ مین بہیجے گئے تہے - پس انکا وہان رہنا الٰہی منشاء کے موافق انکے باپ کے منشاء کے موافق انکے بہائی اور انکے اپنے عین خوشی اور راحت کا موجب تہا -

سوال اگر اسکو قصص مانے تو ایسے قصص قرآن مین نہ ہونے چاہئین -

جواب

یہہ قصہ نہین ہے اور قرآن مین ہرگز ہرگز کوئی قصہ ہی نہین شاید قصص کے معنے آپنے قصہ کئے ہونگے قصص کے معنے ہین بیان کرنا - کیونکہ یہ لفظ قاف کی زبر (فتحہ) سے ہے - اور قِصص جسکے معنے قصوں کے ہین وہ قاف کی زیر (کسرہ) سے ہے -

مثلاً شراب کے معنے عربی زبان مین ہین کوئی پینے کی چیز - مثلاً آپ کتب طب مین دیکہہ لین کہ شراب البنفسج شراب النیلوفر وغیرہ کے معنے ہین - شربت بنفشہ شربت نیلوفر وغیرہ - مگر ہندی مین شراب کے معنے وہ شراب ہین جس سے مستی ہوتی ہے -

اسیطرح مکر کے معنے ہین تدبیر مگر ہندی مین مکر کے معنے ہین دہوکہ فریب -

دوسرا قصہ کہانی ہین جسکا حال بیان کیا جاتا ہے اذکا ہیں اوس کے تمام و کمال حالات کا مفصل ... پورا پورا بیان کیا ... ہوتا ہے - مگر قرآن مجید مین جن لوگون کے واقعات بیان ہوئے ہین اُن مین یہ امر نہین پایا جاتا یہی واقعہ یوسف کا دیکہو اور اسکے مقابل قصہ یوسف زلیخا پنجابی اور فارسی کو دیکہو تو فرق نظر آجاوے -

لوگون کو لفظ قصص سے جسکے معنے ہندی مین قصہ رواج پا گئے ہین غلطی لگی ہے اصل مین احسن القصص کے معنے ہین عمدہ بیان عمدہ بات -

یہہ عقیدہ رکہنا کہ قرآن مجید مین قصص یعنے قصہ کہانی ہی ہین کسی مومن کو جائز نہین کیونکہ یہ عقیدہ کفار مکذبین قرآن مجید کا ہے جیسے قرآن مجید مین ہے وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ پ ۹ جب ہماری آیات ان پر پڑہی جاتی ہین تو کہتے ہین یہہ (کہانیاں تو ہمنے پہلے ہی سنی ہوئی ہین اگر ہم چاہین تو اسی طرح بیان کر سکتے ہین ان مین کوئی سوائے گذشتہ لوگون کی کہانیون کے اور تو کچہہ ہی نہین - وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا سورہ فرقان رکوع اول منکر کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کے قصے ہین جنکو اس (رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) نے خود بخود لکہہ دیا ہے اور وہ کہانیان وہی ہین جو یہود و عیسائی وغیرہ لوگ اس (رسول اکرم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم) کو شب و روز سنایا کرتے ہین -

اصل بات یہ ہے کہ جسقدر واقعات گذشتہ کا ذکر (قرآن کریم مین ہوتا ہے وہ تمام پیشگوئیان ہین جو دوسری طرز پر حضور رحمۃ للعالمین نبی الامی کو قبل از وقت بیان کئے گئے ہین تاکہ ایمان والون کو موجب زیادت ایمان اور منکرین پر اتمام حجت ہو کر موجب پورے خسران کا ہون -

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

چنانچہ یہ سورہ یوسف بہی حضرت سرور عالم کے پیش آیندہ واقعات کے لئے پیشگوئی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات ہین بتلائی گئی ہے اور یہہ پیشگوئی اور بہی عظیم الشان ہو جاتی ہے جبکہ یہ دیکہا جاوے کہ کس زمانہ مین یہ پیشگوئی کی گئی - یہہ سورہ شریف مکہ مین نازل ہوئی جبکہ حضور رحمۃ للعالمین اور آپ کے اتباع کو سر رکہنے کی جگہ بہی نہ ملتی - اور بعض صحابہ باجازت حضور بڑی بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد حبشہ مین ہجرت کر گئے اور بعض انواع اقسام کی تکالیف کفار کے ہاتہہ سے دیکہہ رہے تہے -

چنانچہ اللہ تعالٰے ابتدائی سورہ مین ہی اس کا پیشگوئی ہونا بیان فرماتا ہے اور اخیر مین بہی مکرر فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۱ - یعنے ہم تمپر عمدہ بات بیان کرتے ہین یعنے تمہاری آیندہ ترقی کے لئے اطلاع دیتے ہین اسلئے کہ ہمنے تمپر یہہ قرآن وحی کیا یعنے یہ مشکلات تمکو تردل نبوت و قرآن کے سبب پیش آئی - کیونکہ قبل اظہار دعوے نبوت اس قسم کی کوئی تکلیف نہ تہی - اگرچہ تو قبل نازل ہونے اس بیان کے آپنے آنے والے حالات سے بے خبر تہا - اگر اس بے خبری کے معنے لئے جاوین - قصہ یوسف علیہ السلام کا - تو وہ تو علم مشہور تہا - اوس سے کیسے بے خبری ہو سکتی تہی بلکہ کفار بہی قرآن مجید سنکر یہی کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کی کہانیان سنکر بیان کر دیا ہے سو ہم بہی بیان کر سکتے ہین - پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیطرف اشارہ ہے لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۲ - یعنے یوسف اور اسکے بہائیون کے حالات بیان کرنے مین نشان ہین اُن صحابہ کے لئے جو تکالیف کفار سے تنگ آکر اپنی مخلصی کے زمانہ سے سوال کرتے ہین - پہر اخیر اسی سورۃ کے اللہ تعالٰے فرماتا ہے -

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ یہہ واقعات چہپی ہوئی پیشگوئیون مین سے ہین جسکی ہم نے تمپر وحی کر دی ہے - پہر فرمایا لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ پ ۱۳ یعنے ان واقعات کے بیان کرنے مین عقل والون کو اس بیان سے آگے گذرنا چاہئے یعنے دانا کو چاہئے کہ اسکو قصہ کہانی نہ سمجہے یہ بات بناوٹی نہین بلکہ یہ واقعات اون واقعات کی تصدیق ہین جو آیندہ پیش آنے والے ہین -

یہہ آیات بتلا رہی ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آیندہ پیشگوئیان اس سورہ مین ہین -

اب آپ واقعات پر غور فرماوین مین چند واقعات بطور نمونہ لکہدیتا ہون - اول لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ جیسے یوسف کے بہائیون نے اسکے تکلیف دینے مین کوئی حیلہ و تدبیر اٹہا نہین رکہی اسیطرح تیری برادری بہی تیرے ساتہہ معاملہ کریگی دوسرا - اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا ..... وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲ - بہائیون نے مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل کر ڈالو یا کسی دور ملک مین پہونچا دو ..... اور اسکو کسی کنوئین کے طاق مین رکہدو -

اسیطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بہی برادری کے لوگون نے دار الندوہ مین مشورہ کیا جسکا ذکر وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ پ ۹ ع ۱۸ یعنے کفار نے تیری برخلاف تدابیر تیری قید یا قتل یا نکالدینے کی کین -

تیسرا - وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲ - اتفاق رائے اسپر ہوا کہ یوسف کو ایک طاق مین جو کنوئین مین کر دیا - اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہی وقت ہجرت غار ثور مین رہے -

چوتہا - جسطرح یوسف علیہ السلام کو وطن چہوڑنا پڑا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی ہجرت کی -

پانچوان - جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی ترقی بعد ہجرت ہوئی اسیطرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی بعد ہجرت شروع ہوئی -

چہٹا - جیسے حضرت یوسف کے بہائی قحط کے وقت انکے پاس غلہ کے لئے گئے - اسیطرح قریش نے بہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قحط کی فریاد کی مگر یوسف نے محدود غلہ دیا - اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قحط سالی دور ہو گئی -

ساتوان - جیسے یوسف علیہ السلام کا بعد ہجرت مصر ہی وطن ہو گیا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بہی ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ ہی وطن ہو گیا

آٹہوان - جیسے یوسف کو اپنے بہائیون پر ان دکہہ دینے والون پر آخر فتح ہوئی اس سے بڑہ چڑہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخالفین مکہ پر فتح ہوئی بلکہ اونکو صرف بہائیون پر اور آپ کو تمام شہر پر فتح ہوئی -

نوان - جیسے یوسف کے بہائیون نے عذرداری کی اور اسکے جواب مین انہون نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ فرمایا اسیطرح اہل مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عذر کیا اور حضور نے بہی وہی لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ فرمایا یعنے آج تم پر کوئی [illegible] نہین -

الراقم

حکیم فضل الدین از قادیان

خط وکتابت

مولانا حکیم الامۃ صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ ... آنکہ پہلے بھی نسبت زکوٰۃ دو قسم اراضیات ایک وہ جنپر لوگوں نے ہون کے انہار تیار کرکے آبپاشی کرتے ہین اور سرکاری مالیہ ادا کرنے کے ذمہ وار ہین ۔ دوم شاہ نہری اراضیات جو پہلے بارانی تہی اور اب سرکار نے نہر بمد ذکر آبیانہ اور مالیہ بہی وصول کرتا ہے اور علاوہ ازان اگر کسیقدر پانی کا نقصان ہوا تو آبضائع لگاتا ہے اور مرمت پل وغیرہ بہی زمیندار کے ذمہ ہے قسم اول کا دسوان حصہ زکوٰۃ ہے بلا اختلاف ہے اور قسم دوم کی کوئی ½ اور کوئی ¼ بتاتے ہین جناب نے پہلے مختصراً قسم آخر کی نسبت لاعلمی ارشاد فرمائی تہی ۔ مگر اسمین ذرا تفصیل بالنصوص ضروری ہے اسلئے عرض ہے کہ الحکم کے ذریعہ بمعہ سوال این سائل تحریر فرماکر ممنون فرماوین مدت سے انتظار ہے جملہ احباب احمدی کو سلام علیکم پہونچے

الراقم ملک عادل شاہ احمدی ترنگ زئی ۔
تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

جواب۔ اراضیات خراجی پر جنپر سرکار نے معاملہ لگایا ہے کوئی زکوٰۃ عشر وغیرہ نہین کیونکہ خراج اور عشر جمع نہین ہوسکتے لا یجتمع العشر والخراج ۔ رد المحتار شرح در المختار باب العشر خواہ زمین بارانی ہو خواہ چاہی خواہ نہری ۔

(۲) جن اراضیات پر معاملہ سرکار نہین جیسے معافیات وغیرہ ارتھ وغیرہ انپر عشر ہے ان المانع من وجوبہ (العشر) کون الارض خراجیۃ رد المحتار باب العشر یعنے کوئی زمین وجوب عشر سے تب ہی مستثنیٰ ہوسکتی ہے جبکہ خراجی ہو ۔

(۳) جن اراضیات پر محنت کرکر پانی ڈالا جاوے جیسی چاہی یا سینچے نہر یا جہیلار کہو کر یا کسی اور تکلیف سے اوسپر زکوٰۃ نصف العشر یعنی بیسوان حصہ ہے ۔ بشرطیکہ تعداد غلہ بعد وضع خرچ ساڑہے بائیس من سے کم نہو ۔

(۴) جن اراضیات کی آبپاشی بلا محنت ہوتی ہے جیسے بارانی یا جابہ (جو محتاج آبپاشی نہین) اونپر زکوٰۃ عشر یعنے دسوان حصہ ہے بشرطیکہ بعد وضع خرچ تعداد غلہ ۲۲½ من ساڑہے بائیس من سے کم نہو

عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری ۔ ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بادل یا چشمہ سیراب کرین یا جو زمین خود نمناک (جابہ) ہو اسپر دسوان حصہ ہے اور جو زمین پانی کسی جگہ سے نکال کر مشقت کے ساتھ سیراب کی جاوے اوسپر بیسوان حصہ زکوٰۃ ہے ۔ وعن سہل بن ابی حثمۃ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرصتم فجذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع رواہ الخمسۃ الا ابن ماجہ وصححہ ابن حبان والحاکم ۔ یعنے کل پیداوار سے تیسرا حصہ یا چوتھا حصہ وضع کرکر باقی پر زکوٰۃ لینی چاہئے ۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ولہ من حدیث ابی سعید لیس فیما دون خمسۃ اوساق من تمر ولا حب صدقۃ یعنے اگر تمر یا غلہ پانچ وسق سے کم ہو تو اوس مین زکوٰۃ نہین ۔ عن ابی موسی الاشعری ومعاذ رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہما لا تاخذا فی الصدقۃ الا من ہذہ الاصناف الاربعۃ الشعیر والحنطۃ والزبیب والتمر رواہ الطبرانی والحاکم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ زمین مین سوائے جو ۔ گیہون ۔ میوہ ۔ کہجور کے صدقہ نہین ہے یہہ کل احادیث بلوغ المرام کتاب الزکوٰۃ سے نقل کی گئین ۔

فضل الدین حکیم

سودیشی تحریک اور مسلمان

اس عنوان سے ایک پڑہنے باخبر وقائع نگار نے ایک آرٹیکل لکہکر الحکم مین شائع ہونے کیلئے بہیجا ہے جو امید ہے نہایت دلچسپی سے پڑہا جائیگا ۔ اس مضمون کے لکہنے والے ایک معزز رئیس اور نہایت سمجہدار آدمی ہین بلکہ اگر مین غلطی نہین کرتا اور میرا قیاس صحیح ہے تو یہ وہی بزرگ ہین جنکے بعض پرانے مضامین کا گوہ نور مین چہپنے کا آجکل ان اخبارات مین حوالہ دیا جاتا ہے جو ہمارے مخالف ہین ۔ مسلمان خصوصیت سے اسپر توجہ کرین اور فائدہ اوٹہائین ۔ ایڈیٹر

سودیشی تحریک نے ملک ہندوستان مین عجیب شور برپا کر رکہا ہے اسکے بانی مبانی ہندو قوم (بنگالی ۔ آریا وغیرہ) ہین ۔ مسلمان لوگ اس غوغا مین پیچہے ہٹے ہوئے ہین ۔ مگر ہمارے ہندو بہائی اس سیاپے مین انکو بہی شامل کرنیکی کوشش کر رہے ہین اور کہین کہین مسلمانون کے خاص خاص آدمیون کی شمولیت سنی بہی گئی ہے اسلئے مین اس مضمون مین اس امر پر بحث کرنا چاہتا ہون کہ اس تحریک مین شامل ہونا ہمکو کہانتک مفید ہے

پہلے اس امر کی تحقیق مناسب ہے کہ یہ تحریک ہمارے ملک کیلئے کیسی ضروری ہے ؟ اسمین تو کچہہ شک نہین ہے کہ کوئی قوم اور ملک مرفہ الحال نہین ہوسکتا جبتک وہ اپنی ضروریات زندگی اور حسن معاشرت کے سامان خود ہی مہیا نہ کرسکے ۔ اور ہمارا ملک ابہی اس قابل نہین ہوا کہ وہ یہہ سب اشیاء بہم پہنچا سکے اور صدہا سال سے غیر ملکون کی اشیاء کے استعمال کے عادی ہوچکے ہین ۔ اسواسطے یہ شور قبل از وقت ہے ۔ اور انگلش قوم یہہ کیسی ناراضگی کا باعث ۔ اگر یہ غوغا ملکی تجارت کے خیال سے ہوتا تو ضرور تہا کہ ہم اپنے استعمال کی اشیاء اپنے ہی ملک کی ساختہ موجود پاتے ۔ پہر ہم یہہ تقاضا مناسب تہا کہ ہم اپنے ہی ملک کی ساختہ اشیاء کا استعمال کرین اور یا یہ کوشش ہوتی کہ ہمارا ملک اپنی ضروریات کے بہم پہونچانیکے قابل ہو جاتا ۔ اب ہم عادی تو ہوچکے ہین اس امر کے کہ مشین کا سلا ہوا کپڑا پہنین اور وہ ملتی ہے لندن کے بازار سے اور ہم خود ایک سوئی تک نہین بنا سکتے پہر ہمکو کہنا چاہئے کہ ولایت کی بنی ہوئی چیز کا استعمال نہ کرو یہہ تو دہینگا دہینگی ہوئی ۔ اس تجویز کا اجرا بہت محال ہے ۔

دوسرا امر جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے یہ ہے کہ مسلمان اس تجویز پر کہانتک عمل کرسکتے ہین اور اسپر عمل کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے واقعات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین تجارت صرف ہندؤن کے ہاتہہ مین ہے مسلمانونکا اسمین کوئی حصہ نہین ہے مسلمان اشیاء کے خریدار ہین نہ کہ بائع ۔ اسلئے ہم کو جو چیز جس دوکان سے ارزان ملے اوسی سے خریدنی چاہئے ۔ کسی غریب مسلمان کو ایک روپیہ کی شکر تری خریدنے کی ضرورت ہوئی ۔ اور بازار مین گیا تو معلوم ہوا کہ دیسی کہانڈ ۲ ثار روپیہ کی ملتی ہے ۔ پہر ولایتی دوکان پر گیا تو اس سے سفید اور عمدہ خوبصورت کہانڈ کا نرخ ۵ ثار معلوم ہوا ۔ پہر فرمایئے وہ ۵ ثار خریدیگا یا ۲ ثار ۔ ہان البتہ یہان یہہ کہہ سکتے ہین کہ وہ پہلی دوکان ہمارے ملکی بہائی کی ہے اور دوسری غیر ملک کے آدمی کی ۔ مگر پہر ہمکو یہ دیکہنا ہوگا کہ ہمارے ان بہائی کا ہمارے ساتہہ کیسا سلوک ہے سوان کے برتاؤ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوامی دیانند صاحب کے ظہور کے وقت سے ہمارے بہائی ہندو آریہ ۔ ہماری جان کے دشمن ہمارے مال کے دشمن ہمارے مذہب کے دشمن ہین اور یہ عداوت گذشتہ مسلمان بادشاہون کے عہد سلطنت کی ناراضگی کا نتیجہ ہے جسکا ہم سے بدلا لیا جاتا ہے اور یہ ضد سوامی صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوئی ہے اور آج ہمکو بہائی بہائی کہکر اپنے ساتہہ شامل کرنیکی کوشش کی جارہی ہے مگر کیا ہم ابہی تک ایسے ہی بے وقوف ہین جیساکہ غدر ۵۷ء مین تہے کہ ہندؤن نے جہوٹی افواہین اڑاکر ان کو بہی شامل کر لیا ۔ اور جو کچہہ بگڑا انہین کا بگڑا ۔ اور کیا ہم اتنا بہی نہین سمجہتے کہ یہہ ساری کوشش ہندو اپنے لئے کر رہے ہین نہ کہ ہمارے لئے اور ستیارتہہ پرکاش کے تیسرے سملاس کی باون دفعہ کی عبارت ہماری نظر سے نہین گذری کہ وید دہن کی تحقیر کرنیوالے کو جلا وطن کردینا چاہئے اور آریہ صاحبان کے یہہ مقولے (کہ انکو سپین کیطرح انڈیا سے نکال دینا چاہئے) یاد نہین رہے ۔ اور ہندو اخبارات کہین حقیقت رائے کا اور کہین کرشنا کنواری کا قصہ درج کرکے ہندؤن کو مسلمانون پر بہڑکا رہے ہین یہ کوئی پرانا واقعہ ہے ۔ اور ہندو ڈپٹی کمشنر سے چپراسی تک مسلمانون کو اسی نظر سے دیکہتے ہین جیساکہ بہیڑیا بکرے کو ۔ پہر ایسی جلدی ہم ان کی زبانی اخوت پر کسطرح اعتماد کرسکتے ہین ؟ خیر شاید ہم اپنی سادہ لوحی سے اسپر اعتبار بہی کر لیتے ۔ مگر اسمین ایک امر کی تحقیقات ضروری ہے کہ اسمین کوئی پولیٹیکل تنازعہ تو نہین ہے تو یہ امر اخبار و ان سے بداہتاً ثابت ہے کہ بنگالیون نے لارڈ کرزن کی بعض کارروائیون خصوصاً ... بنگال کی تقسیم سے ناراض ہوکر یہ شور اوٹہایا ہے ۔

ہندوستان مین حکومت کرنیوالون مین کوئی ایسا بادشاہ ہوا ہے جسنے اپنی غلط پالیسی کے باعث مغلیہ سلطنت کی جڑون کو کہوکہلا کر دیا تہا اور عالمگیر اورنگ زیب ایسا بادشاہ گذرا ہے جو اس بنیاد کو پہر مستحکم کرنا چاہتا تہا مگر وہ اکیلا کیا کرسکتا تہا جبکہ پہلے ہی نقشہ بگڑ چکا تہا اور اسکے بعد پہر کوئی اسکی پالیسی کا معاون اور قابل بادشاہ پیدا نہ ہوا خیر انکو جانے دو ہمکو اپنی موجودہ سلطنت کی پالیسی کو دیکہنا چاہئے کیونکہ انگلش قوم اپنی دانائی اور حسن تدبیر اور شائستگی دنیا کی مسلم قومون پر فوقیت رکہتی ہے ۔ سو اس قوم مین سے بہی ایک غلط مدبر مگر نیک نیت (لارڈ رپن) ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے جنکی غلط پالیسی نے اس ملک کی رعایا کو بہت کچہہ دلیر کردیا تہا ۔ کیونکہ یہہ ملک ہندوستان مختلف قومون اور مذہبون کی آبادی کا مجموعہ ہے اسپر حکومت کرنیکے لئے ایسے قواعد مفید نہین ہوسکتے جو ویسے ملک کے لئے جسمین ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے لوگ آباد ہون ضروری ہے اور لارڈ رپن لبرل خیال کے آدمی تہے اسلئے انڈیا مین حکومت کا وہی طریقہ جاری کرنا چاہا ۔ اور اسی سبب سے رعایا اور تعلیم یافتہ ہندوستانیون کو یہ جرات پیدا ہوگئی کہ گورنمنٹ کے مقابلہ کیلئے نیشنل کانگریس وغیرہ سوسائٹیان قائم ہوگئین ۔ اب لارڈ کرزن جو ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے تو انہون نے ہندوستان کے مناسب حال حکومت کا ڈہنگ جاری کرنا چاہا اسلئے انکو وہی حالت پیش آئی جو اکبر کے بعد عالمگیر کو پیش آئی تہی اور عالمگیر کا بدلہ تو ہندو بہائی ہم سے لے رہے تہے اور لارڈ کرزن کا بخار انگلش قوم پر نکالنے لگے ۔ بہلا ان حضرات سے کوئی پوچہے کہ اگر بنگال کے دو صوبے ہوگئے تو تمہارا کیا نقصان ہوا ۔ پنجاب مین سے سرحدی صوبہ جدا ہوگیا تو ہمارا کیا بگڑا ۔ گورنمنٹ نے اپنے ملک کا جسطرح چاہا انتظام کیا ۔ جہان گورنمنٹ دو حاکمون کے ذریعہ انتظام کرسکتی ہے ۔ وہان ہم کسطرح کہہ سکتے ہین کہ دونون ایک ہی رہے اور اخبارات سے ایک اور بڑی وجہ اس شورش کی یہہ بہی معلوم ہوتی ہے کہ جدید صوبہ مین مسلمانون کی آبادی زیادہ ہے اور اس اشتراک سے مسلمانون کے حقوق کو ہندو پامال کر رہے تہے اور عادل گورنمنٹ کا یہہ ضروری فرض ہے کہ رعایا کی کل قومون کے حقوق کی حفاظت کرے ۔ سو یہی پالیسی یہان بہی ملحوظ رکہی گئی تہی جسپر یہہ شور اور واویلا مچا ۔ پہر ہم بڑے بیوقوف ہونگے اگر ہم اپنے ان بہائیون کے اغوا سے جو ہمارے لئے زہر در حلوا کی مثال ہین ۔ اپنے ایسے مہربان بادشاہ کی قوم سے مخالفت کرین ۔ اور مخالفت بہی وہ جسمین ہمارا ذرہ برابر بہی نفع نہین بلکہ سراسر نقصان ہے ۔ کیونکہ دولت ہے تو ان کے پاس تجارت ہے تو انکی ہمارے پاس کیا ہے کہ ہم سودیشی تحریک کا شور مچاتے پہرین ۔ پنجاب مین ہمارا پاس بڑا پیشہ زمینداری تہا وہ بہی انہین حضرات سے سود کی تلوار سے چہین لیا اگر کچہہ باقی رہگئی ہے تو انہین لارڈ کرزن کی مہربانی سے بذریعہ ایکٹ انتقال اراضی بچگئے ۔ ورنہ آجتک وہ بہی تمام ہوجاتی ۔ اگر ملازمت سے ہم کو بصد مشکل کہین حصہ ملتا ہے تو اسکو چہین لینے سے دریغ نہین کرتے اب ہمارے پاس چہوٹے چہوٹے پیشہ نائی دہوبی ۔ درزی سقہ خانسامان وغیرہ باقی ہین اسلئے سودیشی تحریک ہمارے کس کام آئیگی ۔ ہمارے مسلمان بہائیونکو خوب خیال رکہنا چاہئے کہ ملک ہندوستان مین انگریزی گورنمنٹ کا سایہ ابر رحمت سے کم نہین ۔ مین یقین نہین کرسکتا کہ کسی اسلامی سلطنت مین بہی مسلمانونکو یہ مذہبی آزادی اور امن و آسائش سے زندگی بسر کرنا نصیب ہو ۔ پہلے تو مغلیہ سلطنت کے ضعف پر ہندو بہائی مسلمان بادشاہون ...

... اپنے قومی بہائیون کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ ہرگز ہرگز کوئی مسلمان بہائی اس تحریک مین شامل ... گورنمنٹ سے ... ایک مسلمان ۔